عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ | ۱۹ تا ۲۵/ شوال ۱۴۲۵ھ مطابق ۳ تا ۹/ دسمبر ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۲۸

مظالم سے نجات کے لئے اسلامی وظیفہ

مرزا قادیانی کا اخلاقی رُخ

مذہب اور علم کا مقدس تصور

دعوت و تبلیغ کے تین اصول

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ
سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

جلد: ۲۳ شمارہ: ۲۸ ۱۹ تا ۲۵/شوال ۱۴۲۵ھ مطابق ۳ تا ۹/دسمبر ۲۰۰۴ء

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر
مولانا اللہ وسایا

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
کاتبِ و ترئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اِس شمارے میں

پاسپورٹ سے مذہب کے خانہ کا اخراج	(اداریہ)	4
مذہب و علم کا مقدس تعلق	(مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)	6
دعوت و تبلیغ کے تین اصول	(تنظیم عالم قاسمی)	11
مظالم سے نجات کا اسلامی وطیرہ	(مولانا نور عالم خلیل امینی)	14
صدقہ کے خواص و برکات	(مولانا عبدالواحد)	20
مرزا قادیانی کا اخلاقی رخ	(مولانا محمد اقبال)	21

زرتعاون بیرون ملک۔ امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

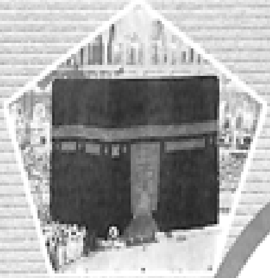

آپ کے مسائل

ہندو کی کمائی حلال ہو تو اس کی دعوت کھانا جائز ہے:

س:...... ہندو جائز پیشہ کرتا ہو اور مسلمان کو کھلاتا پلاتا ہو تو کیا مسلمان کو ہندو کی چیزیں کھانا پینا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو پھر مسلمان حرام کھانے کی وعیدوں میں شامل ہوگا؟

ج:...... ہندو کی کمائی اگر حلال طریقہ سے ہو تو اس کی دعوت کھانا جائز ہے۔

گھر سے باہر پردہ نہ کرنے والی خواتین گھر میں رشتہ داروں سے کیوں پردہ کرتی ہیں؟

س:...... ہمارے ہاں اب پردہ ایک نیا رخ اختیار کر چکا ہے' وہ یہ کہ عورتیں' لڑکیاں ویسے تو کھلے عام بازاروں میں پھرتی ہیں' خوب شاپنگ کرتی ہیں اور کسی کے دیکھنے یا نہ دیکھنے کی کوئی پروا نہیں کرتیں مگر جب وہ اپنے گھر میں ہوتی ہیں تو اگر اس وقت کوئی مہمان یا کوئی اور آجائے تو فوراً پردہ کرلیتی ہیں اور ہرگز کسی کے سامنے نہیں آتیں' آپ بتاسکتے ہیں کہ مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کے اس ماڈرن پردہ کے بارے میں اسلام میں کوئی شق موجود ہے؟ اگر نہیں تو پھر اپنے گھر میں آنے والے شریف لوگوں سے پردہ چہ معنی دارد؟ جبکہ اس طرح ان شریف لوگوں کی دل شکنی بھی ہوتی ہے جو بذات خود ایک بڑا گناہ ہے؟

ج:...... اعتراض صحیح چیز پر نہیں غلط پر ہوتا ہے' آپ کو اعتراض "ماڈرن بے پردگی" پر ہونا چاہئے جو بے حیائی کی حدود سے بھی کچھ آگے نکل گئی ہے' پردہ بہرحال پردہ ہے' وہ محل اعتراض نہیں ہونا چاہئے' البتہ یہ ضروری ہے کہ جو عورت خدا تعالیٰ اور رسول کا حکم سمجھ کر پردہ کرے گی وہ خدا اور رسول کی رضامندی کی مستحق ہوگی اور جو فیشن کے طور پر کرے گی وہ اس رضامندی سے محروم رہے گی۔

نرس کے لئے مرد کی تیمارداری:

س:...... عام طور سے مسلمان لڑکیاں نرسنگ کا پیشہ اپنانے سے گریز کرتی ہیں' میں نے یہ سوچ کر یہ پیشہ اپنایا تھا کہ دیگر مسلمان لڑکیاں بھی آگے آئیں اور اس پیشے کو اپنائیں لیکن اس پیشہ میں مرد اور عورت دونوں کی تیمارداری کرنا پڑتی ہے۔ لڑکی ہونے کی وجہ سے عورتوں اور بچوں کا کام تو میں کرسکتی ہوں لیکن مردانہ وارڈ میں غیر مرد کی مرہم پٹی کرنا کیا ایک مسلمان لڑکی کے لئے صحیح ہے؟ مہربانی فرما کر اسلامی شریعت کی روشنی میں تفصیلی جواب دیں۔

ج:...... مردوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری کے لئے مردوں کو مقرر کیا جانا چاہئے' نامحرم عورتوں سے یہ خدمت لینا جائز نہیں۔

حرام کمائی کے اثرات؟

س:...... جو رقم کہ سینما گھر میں فلم چلانے والوں سے ہال کے کرائے کی شکل میں وصول کی جاتی ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے اور موجودہ زمانے کے مطابق علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حرام کمائی انسانی اخلاق و کردار پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے؟ اور مجموعی طور پر معاشرے میں اس کی وجہ سے کیا بگاڑ پیدا ہوسکتا ہے؟

ج:...... سینما یا اس نوعیت کے دیگر ناجائز معاشی ذرائع کے بارے میں علمائے دین اور مفتیان شرع متین کا فتویٰ کس کو معلوم نہیں؟ جہاں تک حرام کمائی کے انسانی اقدار پر اثر انداز ہونے کا تعلق ہے؟ وہ بھی بالکل واضح ہے کہ حرام کمانے اور کھانے سے آدمی کی ذہنیت مسخ ہوجاتی ہے اور نیکیوں کی توفیق جاتی رہتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "جس جسم کی پرورش حرام سے ہوئی ہو دوزخ کی آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔"

غنڈوں کی ہوس کا نشانہ بننے والی لڑکیاں معصوم ہوتی ہیں؟

س:...... جو بچیاں آئے دن غنڈوں کی ہوس کا نشانہ بن جاتی ہیں ظاہر بات ہے وہ تو معصوم اور ناسمجھ ہیں' چونکہ ان بے چاریوں کا تو کوئی قصور نہیں ہوتا' اس لئے اگر خدانخواستہ جن معصوموں کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا ہو کیا اس سے ان کی آئندہ زندگی پر کوئی اثر پڑے گا؟ یا وہ بے گناہ شمار ہوں گی؟

ج:...... اس معاملہ میں وہ قطعاً بے گناہ ہیں' آئندہ کا حال اللہ کو معلوم ہے۔

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاسپورٹ سے مذہب کے خانہ کا اخراج

پاسپورٹ کسی بھی ملک کا ترجمان ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ اس بات کی شناخت ہوتی ہے کہ حامل پاسپورٹ کس ملک کا شہری ہے۔ اسی طرح پاسپورٹ میں موجود مذہب کے خانے سے یہ شناخت ہوتی ہے کہ حامل پاسپورٹ کا مذہب کیا ہے۔ پاکستان کے قیام کو پچاس سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد اب ملک میں عشروں سے رائج پاسپورٹ کے مندرجات میں تبدیلی لاتے ہوئے حکومت نے مذہب کے خانہ کو حذف کر دیا ہے، جس سے ملک کی نظریاتی اساس کو شدید دھچکا لگا ہے۔ اس اقدام سے جہاں مسلمانوں میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی ہے وہاں یہ اقدام قادیانیوں کی حوصلہ افزائی اور انہیں تقویت پہنچانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ سابقہ پاسپورٹوں کے مندرجات کے ذریعہ یہ شناخت ہو جاتی تھی کہ حامل پاسپورٹ مسلمان ہے یا قادیانی جس کی وجہ سے سعودی عرب جیسے ملک میں قادیانیوں کا داخلہ ناممکن بن گیا تھا۔ حال ہی میں رائج کردہ پاسپورٹ کی وجہ سے یہ شناخت ناممکن ہوگئی ہے اور اس طرح قادیانیوں کو حرمین شریفین جانے سے روکنا انتہائی مشکل ہوگیا ہے کیونکہ حالیہ رائج شدہ پاسپورٹ کے ذریعہ ان کی شناخت کو ناممکن بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فوری اقدامات اٹھاتے ہوئے صدائے احتجاج بلند کی اور صدر، وزیراعظم اور وزیر داخلہ تک اپنی آواز پہنچانے کی سعی کی اور اصولی موقف کو واضح کیا۔ اس کے ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ نے تمام مکاتب فکر کی نمائندہ سیاسی قوت متحدہ مجلس عمل کو اس حوالے سے ہم خیال بنانے کیلئے متحدہ مجلس عمل کی سپریم کونسل کے اراکین کے نام خطوط ارسال فرمائے جن میں ان حضرات کے سامنے صورتحال رکھی اور ان پر اس حوالے سے ایکشن لینے پر زور دیا۔ حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کے خط کے مندرجات درج ذیل ہیں:

”بخدمت جناب قابل تکریم وتعظیم اراکین سپریم کونسل متحدہ مجلس عمل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی!

اسلام کی سربلندی اور استحکام پاکستان کے لئے آپ کی مساعی جمیلہ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ اس وقت ایک اہم مذہبی وقومی امر کی طرف آپ کی توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ وفاقی حکومت نے ربع صدی سے پاسپورٹ میں موجود مذہب کے خانہ کو ختم کر دیا ہے۔

الف:...... پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم کا تقاضہ تھا۔

ب:...... پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ نہ ہونے کے باعث حرمین شریفین میں قادیانی مسلم بن کر چلے جاتے تھے اس کے لئے یہ رد تھا۔

ج:...... آئینی طور پر قادیانیوں اور مسلمانوں میں اس سے ایک تمیز قائم ہوگئی تھی۔

اسے حذف کرنا قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم کو غیر موثر بنانے کی خوفناک چال ہے۔ کھڑے پانی میں انہوں نے پتھر پھینکا ہے۔ اس کا مداوا نہ ہوا تو مزید اسے غیر موثر بنانے کے وہ اقدام کریں گے۔

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہمیشہ تمام مکاتب فکر نے مشترکہ طور پر جدوجہد کی ہے۔

اتحاد بین المسلمین کا سب سے موثر ادارہ متحدہ مجلس عمل ہے۔ آپ کی طرف اسلامیان عالم کی نظریں ہیں کہ وہ اس اہم دینی حساس اور اساسی مسئلہ میں کیا ہماری رہنمائی فرماتے ہیں؟ ہم سب اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے آپ کی نظر کرم کے منتظر ہیں۔

۱:...... جمعۃ المبارک پر احتجاج'

۲:...... حکومت کو اس کی غلطی پر متنبہ کرنے کے لئے ممکنہ اقدامات'

۳:...... آپ کی طرف سے اس مسئلہ پر آل پارٹیز کنونشن جو بھی ممکن ہو اس کا فیصلہ فرمائیں۔

اللہ رب العزت آپ کا حامی و ناصر ہو۔

(مولانا) خان محمد

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان' ملتان'

امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ کے اس خط کی روشنی میں صدر' وزیر اعظم' وزیر داخلہ' تمام ممبران پارلیمنٹ' ملک کی تمام دینی و سیاسی جماعتوں اور عوام الناس سے ہماری اپیل ہے کہ وہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی کو یقینی بنانے کیلئے اپنا کردار ادا کریں۔ یہ مسئلہ ایک خالص مذہبی مسئلہ ہے جسے ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جانا چاہئے۔ قادیانیوں کو کسی صورت رعایت نہیں ملنی چاہئے۔ پاکستانی پاسپورٹ کو دیگر ممالک کے پاسپورٹ کے مقابلے میں لانے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اس میں سے مذہب کے خانہ کو نکال دیا جائے۔ آخر پاکستانی پاسپورٹ کے بعض دیگر مندرجات بھی تو بیرونی ممالک کے پاسپورٹوں سے مختلف ہیں۔ پھر تان آخر مذہب کے خانہ ہی پر آ کر کیوں ٹوٹتی ہے؟ ہمارا خیال ہے کہ ارباب اقتدار مسئلہ کی نوعیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فوراً پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی کے احکامات صادر فرما کر مسلمانان پاکستان میں بڑھتی ہوئی بے چینی کا سدباب کریں گے اور اس حوالے سے کسی قسم کی سودے بازی نہیں کریں گے۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایاجات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایاجات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

مذہب و علم کا مقدس تعلق

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

کچھ مذاہب ایسے بھی ہوتے ہیں جو علم کی موت میں اپنی زندگی اور اس کی شکست میں اپنی فتح محسوس کرتے ہیں' اس کی مثال اس حکایت سے سمجھ میں آتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ایک بار مچھروں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے تیز ہوا کی شکایت کی کہ ہوا ہم پر بہت ظلم ڈھاتی ہے' اور ہم اس کے ہوتے ہوئے موجود نہیں رہ پاتے اور اس کے چلتے ہی ہم کو بھاگنا پڑتا ہے' اس پر سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مدعی علیہ کو حاضر ہونا چاہئے' چنانچہ ہوا کو بلایا گیا' مگر اس کے آتے ہی مچھر غائب ہوگئے' اس پر فرمایا کہ ہم مدعی کی غیر موجودگی میں کیسے فیصلہ کریں؟ یہی حال بہت سے مذاہب کا ہے' ہندوستان کے بعض قدیم مذاہب اور ان کے متعدد پیشواؤں کے طرز عمل بھی اس کی متعدد شہادتیں فراہم کرتے ہیں۔

یورپ میں عیسائی کلیسا اور علم کی نزاع و کشمکش کا قصہ تو بہت مشہور ہے۔ امریکی مصنف ڈریپر کی کتاب ''مذہب اور سائنس کے درمیان نزاع'' تاریخی دستاویزات پر مشتمل بڑی معلومات افزا کتاب ہے' یورپ کے قرون وسطیٰ میں قائم ہونے والے تفتیشی محکموں اور تحقیق عدالتوں اور کلیسا کے کشتگان ستم کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے' ان لرزہ خیز سزاؤں سے جو ان عدالتوں نے تجویز کیں آج بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

مسیحی اعتقادات کی جانچ کی یہ مذہبی عدالتیں جو رومن کیتھولک کلیسا کی جانب سے عہد وسطیٰ میں اٹلی' اسپین' جرمنی اور فرانس میں قائم کی گئی تھیں' الحاد کے الزام میں گرفتار افراد کو سفاکانہ سزائیں دینے کے لئے مشہور تھیں' اسپین میں عربوں کے زوال کے ساتھ ۱۴۹۰ء میں ان عدالتوں کا نظم و نسق حکومت نے سنبھال لیا تھا' سترھویں صدی سے ان کا زوال شروع ہوا' نپولین نے ۱۸۰۸ء میں پھر قائم کیں اور ۱۸۳۵ء تک یہ کسی نہ کسی شکل میں چلتی رہیں' یہ کہنا مشکل ہے کہ کل کتنے لوگ ان عدالتوں کی بھینٹ چڑھے' لیکن اندازاً ایسے لوگوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔

قرآن نے نازل ہوکر علم کو ایسا عزو وقار بخشا اور علماء کی ایسی قدر و منزلت بڑھائی' جس کی سابقہ صحیفوں اور قدیم مذاہب میں کوئی نظیر نہیں ملتی اور اس نے علم وعلماء کی ایسی تعریف کی جس کے ذریعہ اس نے انہیں انبیاء علیہم السلام کے درجہ کے نیچے اور دیگر تمام بشری درجات و طبقات کے اوپر پہنچادیا'

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اللہ کی گواہی ہے کہ معبود نہیں ہے کوئی بجز اس کے اور فرشتوں اور اہل علم کی (بھی گواہی یہی ہے) اور وہ عدل سے انتظام رکھنے والا معبود ہے' کوئی معبود نہیں بجز اس زبردست حکمت والے کے۔'' (آل عمران)

''آپ کہئے کہ اے میرے پروردگار! بڑھادے میرے علم کو۔'' (طٰہٰ)

''آپ کہئے کہ کیا علم والے اور بے علم کہیں برابر ہوتے ہیں۔'' (الزمر)

''اللہ تم میں ایمان والوں کے اور ان کے جنہیں علم عطا ہوا ہے' درجے بلند کرے گا۔'' (المجادلہ)

''اللہ سے ڈرتے تو بس وہی بندے ہیں جو علم والے ہوتے ہیں۔'' (فاطر)

حدیث نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چند اقوال کافی ہیں:

''عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ انسان پر۔'' (ترمذی)

''علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام نے دینار و درہم نہیں بلکہ یہ علم ہی میراث میں چھوڑا ہے' تو جس نے اسے حاصل کیا' اس نے بڑا حصہ پایا۔'' (ابوداؤد' ترمذی)

علم کی اس قدر افزائی اور ترغیب کے نتیجہ میں

تاریخ اسلام میں ایسا علمی نشاط بلکہ ایسا جوش وجذبہ اور علم کی فدائیت وفنائیت کا ولولہ پیدا ہوا‘ جس کے نتیجے میں اس عالمی وابدی علمی تحریک نے سب سے بڑی زمانی ومکانی مسافت طے کی اور اس کی معنوی مسافت توان دونوں سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔

ان مسافتوں اور علمی موضوعات کے تنوع کو جاننے کے لئے ان کتابوں سے رجوع کریں‘ جو مختلف زمانوں میں علماء کرام کی کتابوں کے تذکرے پر مشتمل ہیں‘ بطور مثال چند کا ذکر کیا جاتا ہے: الفہرست ابن الندیم‘ کشف الظنون حاجی خلیفہ چلپی‘ معجم المصنفین علامہ محمود حسن ٹونکی (یہ کتاب ۶۰ جلدوں میں بیس ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور چالیس ہزار مصنفین کے حالات پر محیط ہے) الثقافت الاسلامیۃ فی الہند مولانا سید عبدالحی حسنی (طبع دمشق) تاریخ ادب عربی برکلمان‘ تاریخ التراث العربی فواد سزگین وغیرہ۔

مشہور فرانسیسی مصنف ڈاکٹر لیبان اپنی مشہور کتاب ”تمدن عرب“ میں لکھتا ہے:

”عربوں نے جو مستعدی تحصیل علم میں ظاہر کی وہ فی الواقع حیرت انگیز ہے‘ اس خاص امر میں بہت سی اقوام ان کے برابر ہوئی ہیں لیکن بمشکل کوئی ان سے بازی لے جاسکی‘ جب وہ کسی شہر کو لیتے توان کا پہلا کام وہاں مسجد اور مدرسہ بنانا ہوا کرتا‘ بڑے شہروں میں ان کے مدارس ہمیشہ بکثرت ہوتے تھے۔“

بنجمن دی تودیل جو ۱۱۷۳ء میں مرا ہے بیان کرتا ہے کہ اس نے اسکندریہ میں بیس مدرسے دیکھے۔

علاوہ عام مدارس تعلیم کے بغداد‘ قاہرہ‘ طلیطلہ‘ قرطبہ وغیرہ بڑے شہروں میں دارالعلوم تھے‘ جن میں علمی تحقیقات کے کارخانے‘ رصد خانے‘ عظیم الشان کتب خانے غرض کل مصالح علمی تحقیقات کا موجود تھا‘ صرف اندلس میں ستر عام کتب خانے تھے۔

مورخین عرب کے اقوال کے بموجب الحاکم ثانی کے کتب خانہ میں‘ جو قرطبہ میں تھا‘ چھ لاکھ جلدیں تھیں‘ جن میں سے چوالیس جلدوں میں صرف فہرست کتب تھی‘ اس کے متعلق کسی نے بہت درست کہا ہے کہ چار سو برس بعد جب چارلس عاقل نے فرانس کے شاہی کتب خانہ کی بنیاد ڈالی تو وہ نو سو جلدوں سے زیادہ جمع نہ کرسکے‘ اور ان میں سے کتب مذہبی کی ایک پوری الماری بھی نہ تھی۔ (تمدن عرب)

علم کے صحیح مقصد کی طرف رہنمائی اور اسے مثبت‘ تعمیری ومفید اور ذریعہ یقین بنانے کے سلسلے میں بعثت محمدی‘ اور دعوت اسلامی کے کردار کی اس سے زیادہ اہمیت اور قدر وقیمت ہے‘ جو اس نے علمی تحریک کی فعالیت و وسعت کے سلسلے میں ادا کیا ہے۔

علم کی کڑیاں بکھری ہوئی بلکہ بسا اوقات متضاد تھیں‘ علم طبیعات وحکمت‘ دین سے برسرپیکار تھے حتی کہ ریاضی وطب جیسے علم کے ماہرین بھی بعض اوقات الحادی نتیجے نکالتے تھے‘ چنانچہ یونان کے حکماء (جنہوں نے کئی صدیوں تک فلسفہ وریاضیات میں اپنا امتیاز قائم رکھا تھا) یا تو مشرک تھے یا ملحد اور یونان کے علم اور مدارس فکر دین کے لئے خطرہ اور ملحدین کے لئے سند اور نمونہ بنے ہوئے تھے‘ اس صورتحال میں یہ اسلام کا بڑا احسان تھا کہ اس نے ایسی وحدت قائم کی جو تمام علمی اکائیوں کو مربوط کردیتی تھیں اور اس کے لئے ایسا کرنا اس لئے آسان ہوسکا کہ اس کا علمی سفر صحیح نقطہ آغاز سے ہوا تھا‘ اس نے اسے اللہ پر ایمان‘ اس سے مدد طلبی اور اس پر اعتماد کے ذریعہ اور ”اقرأ باسم ربک الذی خلق“ کی تعمیل میں شروع کیا تھا اور آغاز کی صحت اکثر اوقات انجام کی صحت وخیریت کی ضمانت ہوجاتی ہے‘ اسلام نے قرآن وایمان کے فیض وفضل سے ایسی وحدت کا انکشاف کیا جو تمام وحدتوں کو مربوط کردیتی ہے اور وہ وحدت اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت ہے‘ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کی تعریف کی ہے:

”اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں‘ اے ہمارے پروردگار! تونے یہ (سب) لایعنی نہیں پیدا کیا ہے‘ تو پاک ہے‘ سو محفوظ رکھ ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔“

(آل عمران)

زمانہ ماسبق میں کائناتی وحدتیں (یعنی اس کے مظاہر اور حوادث وتغیرات) انسان کو متضاد نظر آتے تھے اور اسے حیرت واضطراب میں ڈالتے تھے اور کبھی کفر والحاد اور خالق عالم اور مدبر کائنات کے اوپر طعن واعتراض تک پہنچادیتے تھے‘ اسے دیکھتے ہوئے ایمان وقرآن پر مبنی ”اسلامی علم“ نے دنیا کو ایسی وحدت عطا کی جو کائناتی وحدتوں کو جمع کردیتی ہے اور وہ اللہ کا غالب ارادہ اور اس کی حکمت کاملہ ہے۔

جرمن مفکر ہیرالڈ ہوفڈنگ اس وحدت کی دریافت اور انسانی زندگی اور علم واخلاق کے تاریخی سفر میں اس کے موثر کردار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: ہر مذہب کا ایمان توحید پر ہے‘ جس کا نظریہ یہ

ہے کہ کائنات کی ہر شے کی علت وجود ایک ہی ہے (اس فکر سے لازمی طور پر پیش آنے والی مشکلات سے قطع نظر) یہ ایمان واعتقاد فطرت انسانی پر بڑا مفید اور اہم اثر مرتب کرتا ہے اور اس کے ماننے والوں کے لئے یہ عقیدہ رکھنا آسان ہوجاتا ہے کہ (بعض اختلافات وتفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے) عالم کی تمام چیزیں ایک قانون وحدت سے منسلک ہیں کیونکہ علت کی وحدت' قانون کی وحدت کا بھی تقاضا کرتی ہے۔

ازمنہ وسطٰی کے دینی فلسفہ نے کثرت میں وحدت کا تصور لوگوں کے ذہنوں میں بٹھادیا' جس سے غیر مذہبی انسان طبعی مظاہر کی کثرت کے سبب اس سے غافل تھا اور اس کثرت کے مشاہدہ میں اس لئے غلطاں وپیچاں رہتا تھا کہ اس کے ہاتھ میں ان میں ربط پیدا کرنے کا کوئی سررشتہ نہ تھا۔

اس طرح علم' بامقصد مفید' اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ بن گیا اور اس نے اپنی کوشش انسانیت کی خدمت اور تمدن و معاشرہ کی سعادت کے لئے وقف کردی اور یہ طرز فکر انسانی فکر وعمل کی دنیا پر سب سے بڑا احسان تھا' جس نے انسانیت کی قسمت بدل دی اور فکر انسانی کا رخ تبدیل کردیا۔

مغربی مفکرین نے بھی علوم وفنون اور انسانی فکر پر قرآن کے اس احسان کا ذکر کیا ہے' ہم ان میں سے یہاں دو گواہیوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ مشہور مستشرق مارگولیتھ جو اسلام کے خلاف اپنے تعصب کے لئے مشہور ہے' راڈویل کے ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں لکھتا ہے:

"دنیا کے عظیم مذہبی صحیفوں میں قرآن ایک اہم مقام رکھتا ہے' حالانکہ اس قسم کی تاریخ ساز تحریروں میں اس کی عمر سب سے کم ہے' مگر انسان پر حیرت انگیز اثر ڈالنے میں وہ کسی سے پیچھے نہیں ہے' اس نے ایک نئی انسانی فکر پیدا کی اور ایک نئے اخلاق کی بنیاد ڈالی۔"

ایک اور مستشرق ہارٹونگ ہرشفیلڈ لکھتا ہے:

"ہم کو اس پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ قرآن علوم کا سرچشمہ ہے' آسمان' زمین' انسانی زندگی' تجارت وحرفت جن کا اس میں ذکر کیا گیا ہے' ان میں متعدد کتابوں یا تفسیروں میں روشنی ڈالی گئی اور ان پر بحث و مباحثہ کا دروازہ کھلا اور مسلمانوں میں بالواسطہ مختلف علوم کی ترقی کا راستہ ہموار ہوا' اس نے صرف عربوں ہی پر اثر نہیں ڈالا بلکہ یہودی فلاسفہ کو بھی اس پر آمادہ کیا کہ وہ مذہبی و مابعد الطبعی مسائل پر عربوں کی پیروی کریں اور آخر کار عیسائی علم کلام کو عرب الٰہیات سے جس طرح فائدہ پہنچا اس کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

روحانیت کے میدان میں اسلام کی کوشش مذہبیات تک محدود نہیں رہی' یونانی فلکیات اور طبی تحریروں سے واقفیت نے ان علوم کے مطالعہ کی طرف متوجہ کیا' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو وحی ملی' اس میں اجسام فلکیہ کے گردش کرنے کا ذکر ان کی عبادت کے لئے نہیں بلکہ اللہ کی نشانی اور انسان کی خدمت کے طور پر کیا گیا' تمام مسلم اقوام نے فلکیات کا بڑی کامیابی کے ساتھ مطالعہ کیا' صدیوں تک وہی علم کے حامل رہے اور آج بھی اکثر ستاروں کے عربی نام اور متعلق الفاظ مستعمل ہیں' یورپ میں عہد وسطٰی کے ماہرین فلکیات عربوں کے شاگرد تھے۔ اس طرح قرآن نے طبی علوم کی تحصیل کی ہمت افزائی کی' اور عمومی طور پر فطرت کے مطالعہ اور غوروفکر کی جانب توجہ مبذول کی۔

ہمیں آسمانی مذاہب و کتب میں سے کسی مذہب و کتاب کا علم نہیں جس نے عقل سے کام لینے اور اس سے فائدہ اٹھانے' غوروفکر وتجربات سے نتیجہ نکالنے' اسباب ومسببات اور نتائج ومقدمات کا ربط معلوم کرنے اور کائنات سے عبرت وبصیرت حاصل کرنے کی دعوت دی ہو اور اپنے ماحول پر غور کرنے کی انسانی صلاحیت سے کام نہ لینے' آیات نفسی و آفاقی سے اعراض' ممالک واقوام کی زندگی کے گزشتہ واقعات سے عدم عبرت ونصیحت اور فرد و جماعت اور حکومتی سطح کے اعمال واخلاق کے نتائج سے روگردانی پر قرآن مجید کی طرح گرفت کی ہو۔

قرآن نے ظاہری حواس سے' جن میں آنکھ کو بڑی اہمیت حاصل ہے' کام لینے اور ٹھیک طور سے دیکھنے کی بہت ترغیب دی ہے تاکہ انسان بصارت سے بصیرت تک پہنچ سکے' اس پہلے مرحلہ کے بارے میں فرمایا گیا:

"کیا انہوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم خشک افتادہ زمین کی طرف پانی پہنچاتے رہتے ہیں' پھر اس کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کردیتے ہیں' جس سے ان کے مویشی کھاتے اور وہ خود بھی' تو کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں؟" (السجدہ)

نیز اس عظیم قوت ونعمت (بصارت) سے' جو ہدایت کا وسیلہ ہے' کام نہ لینے کی مذمت کی گئی:

"سو اندھے اور بہرے ہوگئے' پھر اللہ نے ان پر رحمت سے توجہ فرمائی'

پھر بھی ان میں سے بہت سے اندھے اور بہرے ہی رہے اور اللہ خوب دیکھ رہا ہے ان کے کرتوت۔" (المائدہ)

"آپ کہئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہوسکتے ہیں؟ تو کیا تم غور نہیں کرتے؟" (الانعام)

"دونوں فریقوں کی حالت ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرہ ہو اور ایک دیکھنے والا اور سننے والا' کیا (یہ) دونوں حالت میں برابر ہیں؟ تو کیا تم سمجھتے نہیں؟" (ھود)

"آپ کہئے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوسکتا ہے؟ یا یہ کہ کہیں تاریکی اور روشنی برابر ہوئی ہے؟" (الرعد)

"اور نہ اندھا اور آنکھوں والا کہیں برابر ہیں اور نہ تاریکیاں اور روشنی ہی۔" (فاطر)

آیات الٰہی سے اعراض اور چشم پوشی پر سختی کے ساتھ تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اور کتنی ہی نشانیاں آسمانوں اور زمین میں ہیں کہ ان پر سے یہ لوگ گزرتے ہیں اور ان کی طرف سے منہ پھیرے رہتے ہیں۔" (یوسف)

اور آنکھ والوں کو غیرت دلاتے ہوئے فرمایا:

"سو اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔" (الحشر)

عقل سے کام لینے اور عقلمندوں کو غیرت دلانے کے لئے "تعقلون" کا کلمہ قرآن میں بار بار استعمال ہوا ہے' حتیٰ کہ ان آیتوں کی تعداد ۲۳ تک پہنچ گئی ہے' جن میں یہ کلمہ استعمال ہوا ہے' ہم مثال کے طور پر چند آیات کا ذکر کرتے ہیں:

"اللہ اسی طرح تمہارے لئے کھول کر اپنے احکام بیان کرتا ہے' شاید کہ تم سمجھو۔" (البقرہ)

"ہم تو تمہارے لئے نشانیاں کھول کر ظاہر کرچکے ہیں۔" (آل عمران)

"اور آخرت ہی کا گھر ان لوگوں کے حق میں بہتر ہے جو ڈرتے رہتے ہیں سو کیا وہ عقل سے کام نہیں لیتے۔" (الاعراف)

"یقیناً ہم تمہاری طرف ایسی کتاب اتار چکے جس میں تمہارے لئے نصیحت موجود ہے' تم کیا پھر بھی نہیں سمجھتے؟" (الصافات)

اہل جہنم کے اس حاسۂ شریفہ سے کام نہ لینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اور وہ (یہ بھی) کہیں گے کہ ہم اگر سن لیتے یا عقل سے کام لیتے تو اہل دوزخ میں سے نہ ہوتے۔" (الملک)

اسی طرح کلمہ "یعقلون" مدح و اثبات کے سیاق میں بیس سے زائد بار آیا ہے۔ قرآن کا یہی معاملہ دعوت فکر دینے' اہل تفکر کی تعریف اور فکر سے کام نہ لینے والوں کی مذمت کے سلسلے میں ہے' چنانچہ قرآن میں یہ کلمہ گیارہ بار آیا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یہ ایسے ہیں کہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (برابر) یاد کرتے رہتے ہیں' اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں۔" (الاعراف)

"بے شک ان سب میں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں دلائل موجود ہیں۔" (الرعد)

اسی غور و فکر کے ذریعہ مومنین و عارفین اس حقیقت کبریٰ تک پہنچ سکے جس کے بارے میں قرآن شریف نے ان کی زبان سے کہا ہے:

"اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ (سب) لایعنی نہیں پیدا کیا۔" (آل عمران)

اس کے نتیجہ میں وہ فکری سرگرمی سامنے آئی' جس نے علوم و صنائع اور تہذیب انسانی کو متاثر کیا اور اس کا اثر ساری دنیا پر پڑا' گویا ایک ایسا وسیع دریچہ اور روشن دان کھل گیا' جس سے روشنی اور تازہ ہوا آنے لگی' اور اسلام نے گویا اس قفل کو توڑ دیا یا کھول دیا جسے آزادی اور فکر سلیم کے دشمنوں اور قدیم مذاہب کے غلط نمائندوں نے عقل انسانی پر ڈال رکھا تھا اور دنیا اپنی اس گہری نیند سے بیدار ہوگئی جو اس پر ہزاروں سال سے طاری تھی' اس نے اس نیند سے اپنی آنکھیں پونچھ کر اپنی فوت شدہ ترقی کی بازیافت اور راستہ کی مشکلات سے نمٹنے کے لئے تیزی سے آگے بڑھنا شروع کیا' اس عالمی تاثر اور متنوع تحریک کے بارے میں ایک فرانسیسی مفکر جولویت کاسٹیلوٹ اپنی کتاب "قانون تاریخ" میں لکھتا ہے:

"وفات نبویؐ کے بعد عربوں نے بڑی تیز رفتار ترقی کی اور اشاعت اسلام کے لئے وقت بھی بہت سازگار تھا' اسی

کے ساتھ اسلامی تہذیب نے بھی حیرت انگیز ترقی کی اور فتوحات کے جلو میں وہ ہر جگہ فروغ پانے لگی اور علوم وفنون اور شعر وادب میں اس کے اثرات ظاہر ہونے لگے اور اس طرح عرب چند صدیوں تک اپنے ہاتھوں میں عقل کی مشعل اٹھائے رہے اور ان تمام علوم کی نمائندگی کی جن کا تعلق فلسفہ' فلکیات' کیمیا' طب اور روحانی علوم سے تھا' اس طرح وہ صرف عرفی معنوں ہی میں فکری رہنما اور موجد ومخترع نہیں تھے بلکہ اپنی علمی خدمات کے نتیجہ میں' جنہیں انہوں نے بڑی عالی دماغی سے انجام دیا تھا' وہ اس کے بجا طور پر مستحق تھے' عربی تمدن کی عمر کم تھی مگر اس کے اثرات بہت دوررس تھے اور ہم اس کے زوال پر افسوس ہی کر سکتے ہیں۔''

آگے چل کر وہ لکھتا ہے:

''اگرچہ حکمران جاگیردارانہ ذہن رکھتے تھے مگر ان کے ذریعہ جو کام ہوا وہ ان کی شخصیت سے کہیں بلند تھا' اسی کے نتیجے میں ایک حیرت انگیز تہذیب وجود میں آئی' یورپ عربی تمدن کا احسان مند ہے جب وہ دسویں صدی سے چودھویں صدی تک غالب وحکمران تھی' یورپ نے اس سے فلسفیانہ اور علمی فکر میں استفادہ کیا' جس نے قرون وسطی میں خاموش اثرات مرتب کئے' ہمیں وہ عربی تمدن' عربی علوم اور عربی ادب وفن کے آگے جاہل اور گنوار نظر آتے ہیں' وہ اس صحت مند فضا سے مستفید ہوا جو اس زمانے میں عربی افکار کے ذریعے قائم تھی۔''

ان چار صدیوں میں عربی تمدن کے سوا کوئی تمدن نہ تھا اور علمائے عرب ہی اس کا علم بلند کئے ہوئے تھے۔

موسیو لیبان اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:

''لوگ تجربہ ومطالعہ اور استقرائی منطق کو جو علم جدید کی اصل کی حیثیت رکھتے ہیں' فرانسس بیکن کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر اب یہ اعتراف کیا جانا ضروری ہے کہ یہ طریقہ مکمل طور پر عربوں کی ایجاد ہے۔''

رابرٹ بریفالٹ اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:

''یورپ کی ترقی کا کوئی ایسا پہلو نہیں' جس پر اسلامی تمدن کا احسان اور اس کے نمایاں آثار کی گہری چھاپ نہ ہو۔''

بریفالٹ آگے چل کر لکھتا ہے:

''صرف طبعی علوم ہی (جن میں عربوں کا احسان مسلم ہے) یورپ میں زندگی پیدا کرنے کے ذمہ داری نہیں ہیں' بلکہ اسلامی تمدن نے یورپ کی زندگی پر بہت عظیم الشان اور مختلف النوع اثرات ڈالے ہیں' اور اس کی ابتداء اسی وقت سے ہو جاتی ہے جب اسلامی تہذیب وتمدن کی پہلی کرنیں یورپ میں پڑنی شروع ہوئیں۔''

☆☆......☆☆

حکومت پاکستان امتناع قادیانیت سے متعلق قوانین پر موثر عملدرآمد کرائے' قادیانیوں کی غیر قانونی تبلیغی سرگرمیاں بند نہیں کی جارہی ہیں

فیصل آباد (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیر اعظم پاکستان اور وفاقی وزیر داخلہ سے مطالبہ کیا ہے کہ چناب نگر سمیت کے لئے امتناع قادیانیت آرڈی ننس مجریہ ۱۹۸۴ء پر موثر عمل درآمد کرایا جائے اور قصوروار قادیانی ملزمان کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸ سی تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمات چلائے جائیں انہوں نے کہا کہ قادیانی مرزائی غیر مسلم مرتد کافر زندیق اسلام اور قانون کی رو سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے وفاقی سطح پر قانون نافذ ہے' مقام افسوس ہے کہ وزارت داخلہ وزارت مذہبی امور اور چاروں صوبائی حکومتیں قادیانیوں کی غیر قانونی تبلیغی سرگرمیاں بند نہیں کی جارہی ہیں اور اسلامی شعائر کی توہین پر کارروائی نہیں کی جاتی ہے اور نہ ہی اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر مقدمہ چلایا جاتا ہے اور چناب نگر میں قادیانی عمارتوں پر کلمہ طیبہ اور آیات قرآنی کے بورڈ آویزاں ہیں حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔

دعوت وتبلیغ کے تین اصول

تنظیم عالم قاسمی

ختم نبوت کے بعد دعوت وتبلیغ کا اہم کام اس امت کے ہر ایسے ذی شعور، عقلمند اور حساس انسان کو سونپا گیا ہے، جو تعلیمات اسلام سے ادنیٰ آگہی رکھتا ہو، کسی اسلامی یونیورسٹی کے فاضل، مولانا، مولوی، حافظ، مفتی، فقیہ، محدث، ادیب، خطیب یا مبلغ کی تخصیص نہیں بلکہ امت کے ہر فرد کا مشترکہ عمل اور اجتماعی فریضہ ہے کہ بلاتفریق مذہب وملت، رنگ ونسل، زبان وفہم انسانیت کی بنیاد پر خدا کے پیغام کو عام کرے اور اپنی جانی ہوئی حق بات سے دوسروں کو آگاہ کرے، خالق کا یہ فرمان کس قدر حکیمانہ ہے:

"کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف تنهون عن المنکر." (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: "تم بہترین امت ہو، لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کی گئی ہو، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔"

اسی مضمون کو دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر یأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر." (آل عمران:۱۰۴)

ترجمہ: "تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خیر اور بھلائی کی ترغیب دے، نیک کام کا حکم دے اور برائی سے روکے۔"

فرمان نبویؐ میں تبلیغ کی تاکید:

کائنات کی وہ عظیم ہستی جن سے بہتر شخص پر آج تک نہ سورج طلوع ہوا اور نہ ہوگا یعنی خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جن دنوں تکمیل حیات کا احساس ہونے لگا تھا، تسبیح وتحلیل، استغفار وتوبہ کے ساتھ تبلیغی مہم میں بھی تیزی آگئی تھی، امراء وسلاطین کے پاس خطوط لکھے گئے، اطراف واکناف کی جن بستیوں میں دینی شعور نہ تھا، وہاں معلمین ومبلغین بھیجے گئے اور آخری دم تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوشش رہی کہ سارے بندے اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہوجائیں، داعی اجل کا پیغام قریب آگیا، سورۂ نصر کے ذریعہ آپ کو تنبیہ کی گئی کہ اب آخرت کو اپنی توجہات کا مرکز بنالیں، بلاد عرب اور ہر چہار طرف اعلان حج کی آواز سے گونج اٹھا، قبائل کی آمد، آدمیوں کا سیلاب تھا، ہزاروں کی تعداد میں عشاق نبی موجود تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عملی طور پر لوگوں کو حج کے مسائل سکھارہے تھے، اسی کے ساتھ آپ کو یہ فکر بھی دامنگیر تھی کہ میری بعثت پر نبی صادق کا آفتاب ہمیشہ کے لئے غروب ہوچکا ہے لیکن شرک وبت پرستی، جھوٹ، غیبت، چغلی، چوری، زناکاری، ڈاکہ زنی اور دیگر برائیوں کا وجود تو قیامت تک باقی رہے گا۔ اصلاح کی شکل کیا ہوگی؟ اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "بلغوا عنی ولو آیة" (بخاری:۱/۴۹۰) "نئی نسل اور نہ جاننے والوں تک میرا پیغام پہنچادو، اگرچہ وہ ایک ہی بات کیوں نہ ہو" ...... تاکہ سننے والے اس پر عمل کریں، دوسروں کے لئے استفادہ کے مواقع میسر ہوں، اس طرح حضور صلی اللہ علیہ کا فرمان دنیا میں عام ہوگا اور لوگ آسانی سے دین کو جان سکیں گے۔ (فتح الباری۹/۵۰)

اسی فرمان کا اثر تھا کہ آفتاب نبوت کے روپوش ہوجانے کے باوجود اس کی نورانی کرنیں دنیا کو جگمگاتی رہیں، کوئی روم گیا، کوئی شام پہنچا، کسی نے مصر کو اپنا مرکز بنایا، تو کسی نے کوفہ اور بغداد کا سفر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے خطوط پر دعوت واصلاح کا وہ کام کیا جس سے پوری دنیا میں اسلام کا تعارف ہوا، لوگوں نے اسلام کو پہچانا اور اس کی صحیح تعلیمات سے لوگ روشناس ہوئے، صحابہؓ کے بعد تابعین، پھر تبع تابعین، پھر نسل درنسل یہ کام آج تک اپنی شان وشوکت کے ساتھ چلتا آرہا ہے، صدہا کوششوں کے باوجود اس میں کوئی فرق نہ آیا ہے اور نہ انشاء اللہ کبھی آئے گا۔

تحریک دعوت کی کامیابی کا راز:

دعوت وتبلیغ کا یہ کام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک منظم شکل میں رواں دواں ہے' اس کا خاطر خواہ فائدہ ہر دور میں مرتب ہوتا رہا ہے' کوئی مشن یا تحریک چلائی جاتی ہے تو پہلے اس کے اغراض ومقاصد اور اصول متعین کئے جاتے ہیں' تحریک کے عروج وترقی اور بافیض ہونے کا پورا انحصار انہی اصول پر ہوتا ہے' انسانی طبیعت کو اپیل کرنے کی جتنی صلاحیت اس میں ہوگی' اسی قدر تیزی سے وہ مشن صحیح سمت ترقی پذیر ہوگا...... عرب کی بے نظیر جہالت اور ضلالت کی گھٹاٹوپ تاریکی میں ایک چراغ جلا' جس کی لو باد مخالف کے تیز جھونکوں سے متاثر نہ ہوئی بلکہ رفتہ رفتہ تیز سے تیز تر ہوتی گئی اور ایک وقت آیا کہ اسلام کی سربلندی کے آگے سب سرنگوں ہوگئے۔ غور کیا جائے تو تبلیغ اسلام کے مشن کی کامیابی کا راز صرف اس کے اصول وضوابط ہیں' جن کے سامنے امراء وسلاطین' بڑے بڑے ادیب اور سیاست دانوں کو بھی ماتھا ٹیکنے پر مجبور ہونا پڑا۔ قرآن کریم نے اپنے معجزانہ اسلوب میں اس اصول کو یوں بیان کیا ہے' ارشاد ہے:

"ادع الی سبیل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنة و جادلهم بالتی هی احسن۔"
(سورہ نحل:۱۲۵)

"اسلام کی طرف لوگوں کو دانائی اور عمدہ نصیحت کے ذریعہ بلایئے اور (بضرورت) خوش اسلوبی کے ساتھ ان سے بحث وتکرار بھی کیجئے۔"

بظاہر تین کلمات پر مشتمل یہ ایک جملہ ہے لیکن اس میں دعوت کے تین بنیادی اصول بیان کئے گئے ہیں' جن کی مکمل تشریح وتفصیل کے لئے کتب تفسیر میں ائمہ مفسرین کے بیانات ملاحظہ کئے جائیں۔ یہاں ان سب کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا' البتہ اختصار کے ساتھ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان اصولوں کو ذیل میں ذکر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

پہلا اصول:

تبلیغ کا پہلا اصول حکمت ہے۔ "حکمت" ایک عربی لفظ ہے' اس کے معنی حق کے موافق گفتگو کام کی درستگی' انصاف اور فلسفہ کے آتے ہیں۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس کا استعمال ہوا ہے' بعض جگہ ائمہ تفسیر نے حکمت سے مراد قرآن کریم' بعض جگہ قرآن وسنت اور بعض جگہ دلائل قطعیہ کو قرار دیا ہے۔ یہاں حکمت سے مراد واضح اور روشن دلائل ہیں' جن میں حق کو واشگاف کرنے اور شبہات کو زائل کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہو۔ (بیضاوی:۳۶۳)

جیسے وحدانیت کے اثبات میں قرآن نے مختلف دلائل پیش کئے ہیں' ایک اہم اور واضح دلیل ہے:"لو کان فیهما آلهة الا الله لفسدتا۔" (الانبیاء:۲۲) زمین وآسمان میں اگر چند معبود ہوتے' تو دونوں کا نظام درہم برہم ہوجاتا۔ تعدد الٰہیہ کے ابطال پر یہ نہایت پختہ اور ناقابل انکار دلیل ہے' اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ ہر ذی عہدہ کو اپنے ماتحت کام کرنے والے افراد پر پورا اختیار اور کنٹرول ہوتا ہے' اپنے ارادہ سے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے' اسی طرح معبود اس ذات کا نام ہے جو اپنی ذات وصفات میں ہر طرح کامل ومکمل ہو' اس کے ارادے کی تنفیذ میں کوئی چیز حائل نہ ہو بلکہ وہ پوری طرح خودمختار اور خودکفیل ہو' اس کو اللہ یا خدا سے تعبیر کیا جاتا ہے' اب اگر آسمان وزمین میں دو خدا فرض کرلئے جائیں' تو ظاہر ہے کہ ایک دوسرے کے تابع نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک اپنی مشیت کی تکمیل پر قادر ہوگا' ایک بارش برسانا چاہے گا تو دوسرا بارش نہ برسانا چاہے گا' کوئی کسی ایک کو رزق دینے کا فیصلہ کرے گا تو دوسرا اس رائے کی مخالفت کرے گا۔ اس طرح پورا نظام کائنات درہم برہم ہوجائے گا' اسی لئے ہر ملک اور ہر شہر میں ایک عہدہ کے دو ارکان نہیں ہوتے۔ ورنہ نفع کے بجائے بے شمار نقصانات ہوں گے اور شہر کا پورا نظام مفلوج ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں توحید پر جو استدلال پیش کیا ہے وہ انتہائی مضبوط' ذہنی شکوک وشبہات کو دور کرنے کے لئے انتہائی موثر اور ناقابل انکار حقیقت ہے۔ تبلیغ کی اس صورت کو بالحکمة سے تعبیر کیا گیا ہے۔

دوسرا اصول:

دعوت وتبلیغ کا دوسرا اصول موعظۂ حسنہ ہے' وعظ اور موعظت کے لغوی معنی ہیں کہ کسی بات کو اس طرح بلیغ انداز میں پیش کیا جائے کہ مخاطب کا دل نرم ہوجائے۔ قرآن میں خدا کی عظمت' اس کی بڑائی کو سمجھانے کے لئے بے شمار جگہوں میں اس انداز کو اختیار کیا گیا ہے' مثلاً سورۂ عبس میں معاندین ومخالفین کو خطاب کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ "انسان کو اپنے کھانے کی چیزوں میں غور کرنا چاہئے کہ کس طرح ہم نے پانی برسایا' پھر سخت زمین کو چیرتی ہوئی اناج کی کونپل کو نکالا' انگور' ترکاری' زیتون' کھجوریں' گھنا باغ' مختلف میوے اور گھاس پیدا کیا تاکہ تم اپنے اور اپنے چوپائے کے لئے گزر بسر کا انتظام کرسکو۔ (عبس:۲۴/۳۲)

خدا کی عظمت اور اس کی قوت کو سمجھانے کے لئے یہ کتنا بلیغ اور موثر انداز بیان ہے کہ ایک شخص مذہبی تعصب سے پاک ہوکر ان چیزوں پر غور کرے

تو حقیقت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا' دل کے دریچے کھلیں گے' سختی میں نرمی آئے گی اور قبولیت کے جذبات پیدا ہوں گے۔

مقام جعرانہ میں آپ کی بے مثال تقریر:

حدیث میں اس کی مثالیں کثرت سے پائی جاتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر اور بیان سے صحابہ کرامؓ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں' دل موم اور نرم ہو گیا' جیسے مقام جعرانہ میں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مال غنیمت قریب زمانہ میں اسلام قبول کرنے والے قریشیوں میں تقسیم کر دیا' مقصد تالیف قلب' تھا' لیکن انصار صحابہ کرامؓ حکمت عملی کو سمجھ نہ سکے اور سخت ناراض ہو گئے' بعض نے قوم پرستی اور عصبیت کا بھی الزام لگایا' لمحوں میں ماحول کا رنگ بدل گیا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ جیسے اولوالعزم صحابی بھی طوفان کی زد میں تھے۔ شدہ شدہ یہ خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی۔ تمام انصار صحابہ کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بلیغ تقریر کی کہ تمام لوگ رو پڑے' آنسوؤں سے داڑھیاں تر ہو گئیں۔ ناموافق حالات خوشگوار ہو گئے' شکوک و شبہات کے سارے بادل چھٹ گئے اور اب ہر ایک کی زبان پر تھا: "رضینا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسماً و حظاً" (ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم سے راضی ہیں)۔

تیسرا اصول:

تیسرا اصول بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "و جادلھم بالتی ھی احسن۔" لفظ "جادل" مجادلۃ سے مشتق ہے' اس جگہ مجادلۃ سے مراد بحث و مناظرہ ہے اور بالتی ھی احسن سے مراد یہ ہے کہ اگر دعوت میں کہیں بحث و مناظرہ کی ضرورت پیش آ جائے تو وہ مباحثہ بھی اچھے طریقہ سے ہونا چاہئے' یعنی گفتگو میں نرمی' کلام میں شیرینی' انداز و اسلوب میں جاذبیت اور تلخیوں سے پاک ہو کیونکہ بحث و تکرار میں رنجش کی آمیزش سے حقائق چھپ جاتے ہیں اور تبلیغ و دعوت کی بجائے شان و شوکت کی جنگ چل پڑتی ہے۔

مناظرہ کے لئے یہ بنیادی اور اہم اصول ہے' اس کو مدنظر رکھا جائے تو یقیناً گفتگو مفید ثابت ہوگی' وجود باری کے اثبات اور بتوں کی ربوبیت کے ابطال کے لئے قرآن کریم نے جو اسلوب اختیار کیا ہے' اس میں مناظرہ کا پہلو نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔ پتھر کی بنائی گئی مورتیوں کو مشرکین خدا اور رب مانتے تھے' انہیں سجدہ کرتے اور ضرورتوں کے لئے پکارا کرتے تھے' ان کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی دلیل نہیں تھی کہ ہمارے آباؤ اجداد ان کو خدا تسلیم کرتے تھے' یہ تصور انہیں ورثہ میں ملا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مشہور و معروف مقدمات و دلائل کے ذریعہ ان کے اس تصور کو باطل کیا اور یہ ثابت کیا کہ یہ اپنے ہاتھوں سے بنائی گئی تصویر اور مورتیاں کبھی خدا کا درجہ حاصل نہیں کر سکتیں' اس لئے کہ خدا اپنی قوت ارادی سے جو چاہتا ہے کرتا ہے' اس کے فعل پر سوالیہ نشان قائم نہیں کیا جا سکتا اور تمہارے یہ بناوٹی معبود اتنے لاچار اور مجبور ہیں کہ آسمان و زمین کی تخلیق تو کجا ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے' بلکہ اگر مکھی اس پر بیٹھ جائے' اسے نقصان پہنچائے تو اس کی مدافعت کی انہیں قدرت نہیں۔ عقل انسانی کیسے یقین کر سکتی ہے ایسے خدا پر جو اپنے پجاریوں کو نفع رسانی کی قدرت تو کجا خود اپنی ذات کو نقصانات سے محفوظ نہیں رکھ سکتا؟ ارشاد باری ہے:

"جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا' ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہو جائیں اور اگر کچھ چھین لے ان سے مکھی' چھڑا نہ سکیں وہ اس سے' بودا ہے چاہنے والا اور جن کو چاہتا ہے۔"

(الحج: ۷۳ ترجمہ شیخ الہندؒ)

نرم زبان تبلیغ کی بنیادی شرط:

حسن بیان' نرم زبان اور انداز و اسلوب کی شیرینی کو شریعت نے بڑی اہمیت دی ہے کہ یہ چیزیں مخاطب کو حق کی جانب مائل کرتی ہیں' نفرت' رنجش اور آپس کی تلخیاں دور ہوتی ہیں' محبت کا ماحول بنتا ہے' اخوت و ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں' اسی لئے فرعون جیسے سرکش انسان کے پاس تبلیغ کے لئے جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو اللہ نے بھیجا تو ساتھ ہی یہ ہدایت بھی دی: "قولا لہ قولا لینا" (نرمی سے بات کرو)۔

وہ لوگ جو کسی بھی زاویہ سے دعوت کے کام سے منسلک ہیں' انہیں ہر وقت ان اصولوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے' دور حاضر میں دعوت و اصلاح کا کام پوری طرح موثر نہ ہونے کی بڑی وجہ اصول دعوت سے غفلت اور بے توجہی ہے' جس خدا نے دعوت و تبلیغ کا حکم دیا ہے اس نے اس کے نشیب و فراز' خدوخال اور اصول و ضوابط بھی بیان کئے ہیں' داعی اسلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات طیبہ' اس کے بعد حضرات صحابہؓ کی زندگی ہمارے لئے مینارۂ نور ہے' دینی' سیاسی' سماجی' معاشرتی' دعوتی ہر شعبہ میں اسی کاروان ہدایت کی پیروی میں انسانیت کی صلاح و فلاح اور کامیابی و کامرانی مضمر ہے۔

☆☆..........☆☆

مظالم سے نجات کے لئے اسلامی وظیفہ

مولانا نور عالم خلیل امینی

اللہ پاک نے اپنی زندہ جاوید کتاب میں معجزانہ اور بلیغ اسلوب میں فرمایا ہے کہ مومنوں کی صفات میں سے یہ ہے کہ وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں' بڑے بڑے گناہوں اور بدکاریوں سے بچتے ہیں' غصے کے وقت لوگوں کو معاف کردیتے ہیں' اپنے رب کی بات مانتے ہیں' نماز قائم کرتے ہیں' دین و دنیا کے معاملات میں آپس کے مشورے کے بعد ہی کوئی قدم اٹھاتے ہیں' ہمارے عطا کردہ رزق میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب ظلم و جور کا شکار ہوں تو بدلہ لیتے ہیں:

''اور جو کچھ اللہ کے یہاں ہے بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے واسطے ایمان والوں کے' جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور جو لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی سے اور جب غصہ آوے تو وہ معاف کردیتے ہیں' اور جنہوں نے کہ حکم مانا اپنے رب کا اور قائم کیا نماز کو اور کام کرتے ہیں مشورے سے آپس کے اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ کہ جب ان پر ہووے چڑھائی تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔'' (ترجمہ شیخ الہندؒ)

آیت کریمہ میں ''ینتصرون'' کا لفظ آیا ہے۔ یہ لفظ انتہائی بھرپور معنی کا حامل ہے' اس کے معنی کامیابی' فوز و فلاح' غلبہ و فتح مندی' بدلہ' دوسروں کی نصرت و مدد اور حق و انصاف کی مدافعت وغیرہ ہے' لہٰذا آیت کا مطلب ہوگا کہ جب اہل ایمان کو ظلم و تعدی سے سابقہ پڑتا ہے تو وہ اس سے بھرپور انداز میں نمٹتے ہیں' کامیابی حاصل کرتے ہیں' ظالموں پر فتح پاتے ہیں' غلبہ و سربلندی حاصل کرتے ہیں' اللہ کی مدد سے ظالموں سے بدلہ لیتے ہیں' کیونکہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ مظلوموں کی مدد کرتا ہے' ظلم و جور کا نشانہ بننے والوں کا ساتھ دیتا ہے اور فتح مندی و غلبے کے ذریعہ ان کی اشک شوئی اور خبر گیری کرتا ہے۔

یہ آیت موجودہ حالات میں مسلمانوں کے لئے بڑی بشارت کی حامل ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں ہمیں ظلم و جور کا سامنا ہے' لامحدود ظلم و تعدی کا ہمیں نشانہ بنایا جارہا ہے' ہمیں پیہم اور بغیر کسی وقفے کے جسمانی و ذہنی عذاب میں مبتلا رکھا جارہا ہے' ہمیں ہر طرف سے گھیرا جارہا ہے' ہمارا پیچھا کیا جارہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مظلومی کی یہ صورت حال ہمارا مقدر اور ہمارا نصیبہ ہے۔ یہ صورت حال ہم میں سے بہت سے لوگوں کے لئے مایوسی اور احساس محرومی کا باعث بنی ہوئی ہے۔ بہت سے مسلمان زبان حال و زبان قال سے یہ کہنے لگے ہیں: ''متیٰ نصر اللہ'' (اللہ کی مدد کب آئے گی؟) اس کے جواب میں سنت اللہ گویا پکار پکار کر کہہ رہی ہے: ''الا ان نصر اللہ قریب'' (ہاں سنو! اللہ کی مدد آیا چاہتی ہے) بلاشبہ اللہ کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ ظلم کا لازماً ازالہ کرتا ہے' باغیوں' سرکشوں' ظلم و جور کے ناخداؤں اور غرور' تکبر و بربریت کے ''رب اعلیٰ'' (سب سے بڑا خدا) ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کو مٹاتا اور اپنے عدل و انصاف کے قانون محکم کے ذریعے انہیں ان کے منطقی انجام بد تک پہنچاتا رہا ہے۔ وہ آخرت سے پہلے دنیا ہی میں ان کی بھرپور اور کھلم کھلا رسوائی و جگ ہنسائی کا انتظام کرتا رہا ہے۔ اس کی سنت ڈھیل دینے کی رہی ہے' لیکن چھوڑ دینے اور بالکل طرح دینے کی نہیں رہی' لیکن ہم انسان ضعیف اور اسی خدائے عالم الغیب کے بقول عجلت پسند پیدا کئے گئے ہیں' اس لئے ہم زندگی کے تمام مسائل کے حوالے سے عجلت پسند اور جلد باز واقع ہوئے ہیں۔ ہم انتظار کرنے اور آہستہ روی کے قائل نہیں' ہم تو بس یہ چاہتے ہیں کہ ہر کام ہماری خواہش کے مطابق' ہماری چاہت کے بقدر' ہماری بے حساب تمنا کے معیار پر اور ہمارے مقرر کردہ وقت پر ضرور ہوجایا کرے' ورنہ ہماری بے تابی دیدنی ہوتی ہے۔

بہر صورت ہم اس وقت ظلم و جور کی ہر نوع کا شکار ہیں' لیکن یہی صورت حال ہماری فتح مندی' غلبے' بھرپور کامرانی و شادمانی کا یقینی پیام بھی ہے۔ ہم خدائے لم یزل کے دست قدرت کے طفیل ظالموں سے ضرور بدلہ لیں گے' ہم حق و عدل کے لئے ضرور کامیاب ہوں گے' کیونکہ ہم اس کے سچے نام لیوا اور واحد علم بردار ہیں۔ آیت کریمہ صاف طور پر بتاتی

This image cannot currently be displayed.

باقیان رب عظیم کی محاذ آرائی سے منہ موڑنے کا کوئی جواز نہیں جب کہ ہمارے مولیٰ نے اہل ایمان کے لئے دنیا میں سربلندی و فتح مندی اور آخرت کی زندگی میں آسمان وزمین کی وسعت رکھنے والی جنت کی ان گنت نعمتوں کا وعدہ کیا ہے لہٰذا اس کے ثواب کی امید کے ساتھ کسلمندی کا کوئی معنی نہیں اس کے وعدے پر یقین کے ساتھ کمزوری دکھانے کی کوئی گنجائش نہیں اور دنیا میں استقرار و استحکام بخشنے اور آخرت میں سرخروئی سے نوازنے کی دونوں بھرپور بھلائیوں کی ترغیب پیہم کے بعد اللہ کی ناراضگی کا مکمل استحقاق رکھنے والے گم کردہ راہ کے مقابلے سے جی چرانا چہ معنی دارد؟

ہم بعض مرتبہ اللہ کی نشانیوں پر غور کرنے قرآن میں ذکر کردہ اس کی عبرت انگیز سچی داستان ہائے اقوام وملل کو پڑھنے تاریخ کے اشارات کو سمجھنے الٰہی وعدوں اور وعیدوں کو احاطہ فکر وعمل میں لانے اور مجاہدین ومحسنین پر کئے گئے اس کے انعامات کو مستحضر رکھنے سے غافل رہتے ہیں ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ پاک مجاہدین کی نصرت رعب کے ذریعے کرتا رہا ہے تائید غیبی سے انہیں تقویت دیتا رہا ہے اور کائنات کی ہر چیز میں پوشیدہ اپنے سپاہیوں کے ذریعے ان کی مدد کرتا رہا ہے۔ کائنات کی ہر شے اس کا سپاہی ہے خاموش ہو یا گویا جامد ہو یا بڑھنے والی زندہ ہو یا مردہ چھوٹی ہو یا بڑی معمولی ہو یا غیر معمولی۔

ہاتھیوں والے ابرہہ اور اس کے فوجیوں کو اس خدائے ذوالجلال نے آخر کار پرندوں کی کنکریوں اور پتھروں کی بارش سے جس طرح تباہ کردیا تھا رہتی دنیا تک کے لئے اس نے اس واقعہ کو وحی متلو کی شکل میں زندہ و پائندہ کردیا تاکہ دنیا والے ہمیشہ اس واقعہ سے عبرت حاصل کرتے رہیں اور اگر توفیق ہو تو اس کے کھلے اور چھپے سپاہیوں سے خوف کھاتے رہیں۔ آیئے ہمارے ساتھ آپ بھی اس چھوٹی سی سورۃ کی تلاوت کیجئے اور اپنے ایمان کو تازہ یقین کو صیقل اور رب کی بے حساب قدرت کا کچھ اندازہ کیجئے:

"کیا تو نے نہ دیکھا کیا کیا تیرے
رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا نہیں
کردیا ان کا داؤ غلط اور بھیجے ان پر اڑتے
جانور ٹکڑیاں ٹکڑیاں پھینکتے تھے ان پر
پتھریاں کنکر کی پھر کر ڈالا ان کو جیسے بھس
کھایا ہوا۔" (ترجمہ شیخ الہند)

اصحاب الفیل کا قصہ ذہن میں تازہ کرلیجئے حبشہ کی طرف سے یمن میں ایک حاکم "ابرہہ" نام کا تھا۔ اس نے دیکھا کہ سارے عرب کعبہ کا حج کرتے ہیں تو اس کے سینے میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی کہ عرب والوں کو یہ سعادت کیوں حاصل ہے کہ لوگ اسی خطے میں ساری دنیا سے کھنچے چلے آتے ہیں ایسا ہم عیسائیوں کے لئے کیوں نہیں؟ اس نے چاہا کہ لوگ کعبہ کو چھوڑ کر ہمارے پاس جمع ہوا کریں۔ اس کی تدبیر اس کے ذہن میں یہ آئی کہ اپنے مذہب عیسائیت کے نام پر ایک عالی شان گرجا بنایا جائے جس میں ہر طرح کے تکلفات اور راحت ودلکشی کے سامان ہوں۔ اس طرح لوگ اصلی اور سادہ کعبہ کو چھوڑ کر اس مکلف اور مرصع گرجا کی طرف آنے لگیں گے اور ان سے مکہ کا حج چھوٹ جائے گا چنانچہ اس نے صنعاء میں جو یمن کا دارالحکومت ہے اپنے منصوبے کی بنیاد رکھی اور خوب دل کھول کر روپے خرچ کئے اس پر بھی لوگ ادھر متوجہ نہ ہوئے۔ عربوں کو خصوصاً قریش کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ سخت ناراض ہوئے کسی نے غصے میں آکر وہاں پاخانہ کردیا ابرہہ پیچ پا ہوگیا اس نے جھنجلا کر کعبہ شریف پر فوج کشی کردی بہت سا لشکر اور ہاتھی لے کر اس ارادے سے چلا کہ کعبہ کو منہدم کردے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب قریش کے سردار اور کعبہ کے متولی اعظم تھے۔ ان کو ابرہہ کے اس ارادے کی خبر ہوئی تو اہل مکہ سے فرمایا کہ لوگو! اپنا بچاؤ کرلو کعبہ جس کا گھر ہے وہ خود اس کو بچالے گا۔ ابرہہ نے راستہ صاف دیکھ کر یقین کرلیا کہ کعبہ کا منہدم کردینا کوئی مشکل کام نہیں کیونکہ ادھر سے کوئی مقابلہ کرنے والا نہ تھا۔ جب وہ وادی محسر (جو مکہ کے قریب ایک جگہ ہے) میں پہنچا تو سمندر کی طرف سے سبز اور زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے جانوروں کی ٹکڑیاں آتی نظر آئیں۔ ان میں سے ہر ایک جانور کی چونچ اور پنجوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں۔ ان عجیب وغریب پرندوں کے غول کے غول لشکر پر کنکریاں برسانے لگے۔ خدا کی قدرت سے وہ کنکریاں بندوق کی گولی سے زیادہ کام کرتی تھیں جس کے لگتیں ایک طرف سے گھس کر دوسری طرف سے نکل جاتیں اور ایک عجیب طرح کا سمی مادہ چھوڑ جاتی تھیں بہت سے تو اپنی جگہ ہلاک ہوگئے جو بھاگے وہ دوسری بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر مرے۔ (تلخیص از تفسیر عثمانی)

اصحاب الفیل کو بے جان کنکر اور غیر ذی عقل چھوٹے چھوٹے پرندوں کے ذریعے ہلاک کردینے والا رب ذوالجلال آج بھی وقت کے بڑے سے بڑے "اصحاب الفیل" اور ہیبت ناک ہتھیاروں اور تباہ کن اسلحوں اور ان کے ظلم وجور کے سائے میں پروردہ تن ونوش والی عیش پرست اور بدکردار وغرور پرور لاتعداد فوجوں کو کائنات کی کسی بھی چیز کو حرکت میں لاکر تباہ کرنے پر اسی طرح قادر ہے جیسے ازل سے تھا اور ابد تک رہے گا۔

بلاشبہ ہمیں وقت کے اصحاب الفیل کے ہاتھوں اس وقت ایسی تکلیف اور بے آرامی کا سامنا ہے جو عہد ماقبل جدید سائنس وٹیکنالوجی میں شیطان

اوراس کے انتہائی وفادار چیلوں کو انسان پر آزمانے کی کبھی نہ سوجھی تھی۔ یہ انواع و اقسام کی ایسی ایسی تکلیفیں اور بے آرامیاں ہیں جو زمانہ قدیم میں دشمنانِ خدا کے کبھی وہم و گمان میں بھی نہ آئی تھیں کہ وہ انہیں حق و انصاف کے علمبرداروں کو پہنچاتے۔

اس موقع پر قارئین مختلف خطوں میں قید مسلمان بوڑھوں' بچوں اور نوجوانوں پر کئے جانے والے ان ماورائے عدالت' رونگٹے کھڑے کر دینے والے انسانیت سوز مظالم کو تصور میں لائیں' جن کی کچھ جھلکیاں عصر حاضر کے ترقی یافتہ ذرائع ابلاغ نے بار بار دکھائی ہیں' وہ جھلکیاں جنہیں دیکھ کر کوئی زندہ ضمیر کا انسان اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا اور مسلمان تو کیا غیر مسلم بھی آب دیدہ ہو گئے۔ اخبارات' رسائل' ٹیلی ویژن اور ریڈیو میں ان مظالم کی خبریں اور کچھ تصویریں گزشتہ دنوں بار بار نشر ہوتی رہیں۔ انٹرنیٹ پر بھی ان کی تفصیلات آتی رہیں۔ انہیں جان کر انسانوں کا کلیجہ شق ہونے لگا' ان انسانوں کا کلیجہ جن کے سینے میں گوشت کا دل ہے نہ کہ پتھر کا' جب کہ پتھر بھی بعض دفعہ پسیج جاتے ہیں اور ان سے پانی بہہ نکلتا ہے۔

یہ صلیبی وصیہونی باغیانِ خدا جنہیں روشن خیالی' تہذیب و تمدن اور ترقی کا دعویٰ ہے' جو عدل و انصاف کا نعرہ لگاتے نہیں تھکتے' جو مساوات کی جے جے کار سے دنیا والوں کی نیندیں اڑائے دے رہے ہیں' جو انسانی حقوق کی روز روز نئی نئی تنظیمیں قائم کر رہے ہیں' جو دہشت گردی کے خلاف نہ ختم ہونے والی جنگ چھیڑے ہوئے ہیں' کوئی ان سے پوچھے کہ دہشت گردی کو ختم کرنے کے نام پر ان کی اپنی دہشت گردی کا کوئی جواز ہے جو دنیا کی ہر تعریف اور دنیا والوں کی ہر تشریح کے مطابق ہر قسم کی دہشت گردی سے بڑھی ہوئی ہے۔ وہ ہمارے گھر میں گھس کر ہر جگہ' ہمارے ملک کے چپے چپے پر بزور بازو قبضہ کر رہے ہیں' ان کی دہشت گردی کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے' اخبارات' ریڈیو' ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کی تازہ اور روز روز کی خبریں گواہ ہیں کہ مسلمانوں کے گھروں کی تلاشی کے بہانے جوانوں کو طرح طرح کی اذیتیں دی جارہی ہیں' جب کہ عورتوں کی عزت و حرمت کو پامال کیا جارہا ہے۔

برطانیہ کے ایک اخبار نے ایک ہلچل مچا دینے والی خبر شائع کی تھی کہ ایک یورپی خاتون رپورٹر نے ان برطانوی فوجیوں کی تصویریں اتاریں جس میں صاف دیکھا جا سکتا تھا کہ صلیبی فوجی مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں دے رہے ہیں اور اجتماعی طور پر ان کے ساتھ بدفعلی کر رہے ہیں تاکہ ان کی غیرت کو آخری حد تک چیلنج کیا جاسکے۔ کیا صلیبی وصیہونی باغیانِ خدا یہ سمجھتے ہیں کہ رب کائنات نے نعوذ باللہ اپنی قدرت کاملہ سے دست برداری اختیار کر لی ہے یا وہ ان کو اپنی گرفت میں لانے سے عاجز ہو گیا ہے یا ان کی نام نہاد سائنسی ترقی اور برق و بخارات پر ان کے ذرا سے کنٹرول سے وہ خدائے لم یزل مبہوت اور مرعوب ہو گیا ہے' کیونکہ اس کی کبریائی کو چیلنج کرنے والے لوگ پیدا ہو گئے ہیں؟ ان کو یاد رکھنا ہوگا کہ دنیا کے ہر فرعون و ہامان کا ایک ہی یقینی انجام بد ہے' دنیا میں تباہی و رسوائی اور آخرت کا ابدی عذاب الیم' لیکن اس کے یہاں پکڑ کا اپنا قانون اور وقت مقرر ہے' جو اس کے علم میں ہے' وہ ہم انسانوں کی طرح جلد باز یا نعوذ باللہ جذبات سے مغلوب نہیں کہ وہ فوری اور بہ عجلت انتقامی کارروائی کر بیٹھے لیکن اس کے ہاں دیر ہے' اندھیر نہیں' وہ اندھیرے کے تمام پجاریوں کو آج نہیں تو کل عدل و انصاف کی روشنی میں رسوا کر کے چھوڑے گا۔

آیئے ایک بار پھر یہ سبق یاد کریں' اس طرح کہ کبھی فراموش نہ ہو کہ اگر ہم مسلمان بے آرامی اور تکلیف سے دو چار ہیں تو یہ بھانت بھانت کے دشمنانِ خدا و رسولؐ اور باغیانِ الٰہ کو بھی بے آرامی و تکلیف سے کسی طرح مفر نہیں' وہ ہر قسم کی بے آرامیوں سے ہر جگہ دو چار ہیں' تکلیف و اذیت کی ہر نوع ان کا ہر موقع پر پیچھا کر رہی ہے۔ کوئی تقریب ایسی نہیں جس میں انہیں اس اذیت کا سامنا نہ ہو' خوف' دہشت' گھبراہٹ' بدامنی' عدم استحکام' جانوں کا خسارہ' جب کہ وہ اللہ کے ارشاد کے مطابق روئے زمین پر زندگی کے سب سے زیادہ دلدادہ ہیں:

"تو ان کو سب لوگوں سے زیادہ
زندگی کا حریص دیکھے گا۔" (البقرہ:۹۶)

نیز مالوں اور بے شمار سامان جنگ کا خسارہ' معاشی خسارہ' جب کہ ان کے نزدیک معاشی ترقی و استحکام ہی سب کچھ ہے' وہ ہمہ وقت اسی کے لئے ادھیڑ بن میں لگے رہتے ہیں' اسی کے لئے ان کی ساری تگ و دو ہے' اسی کے لئے وہ زندہ ہیں' اسی کے ذریعے زندہ ہیں' بلکہ وہ دولت کے پجاری ہیں' مال و ثروت ہی ان کا خود تراشیدہ معبود ہے' وہ ہر لمحے' ہر زبان' ہر اسلوب میں اسی کا کلمہ پڑھتے اور اسی کی تقدیس بیان کرتے ہیں۔

کیا انہیں چیچنیا میں بے آرامی کا شکار نہیں ہونا پڑا؟ اور ہنوز وہ اس کے شکار نہیں ہیں؟ کیا انہیں مقدس و مبارک سرزمین فلسطین میں ہر طرح کی بے آرامی اور اذیت کا روز اول سے سامنا نہیں؟ اور ہنوز ہے اور ان شاء اللہ اس وقت تک رہے گا جب تک وہ تمام تر ذلت و رسوائی کے ساتھ وہاں سے چلے نہیں جاتے۔ کیا فلسطینی بچوں اور جوانوں کے ہاتھوں میں خاموش کنکر و پتھر گویا ہو کر زمانے اور تاریخ کے کانوں میں نہیں گونجے اور گونج رہے ہیں' جنہوں نے تاریخ اسلام میں عظیم اور معززانہ باب رقم کرنے والوں کا اتنا ساتھ دیا ہے جتنا باغیانِ خدا کے جدید ترین ہتھیاروں نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ کیا ان کنکروں اور پتھروں نے ان کی نیندیں حرام نہیں

کریں؟ کیا ان کی اقتصادیات پر اس سے بدترین اثرات مرتب نہیں ہو رہے؟ کیا ان کے لاتعداد فوجی اپنی ڈیوٹیوں سے نہیں بھاگ رہے؟ کیا صیہونیوں کی بڑی تعداد فلسطین سے دوسرے ممالک میں جا بسنے کی نہیں سوچ رہی؟ کیا ان باغیان خدا کو اپنے گھروں اپنے وطنوں اپنے ملکوں اپنے گھونسلوں اپنے بدکارانہ ٹھکانوں میں بے آرامی کا سامنا نہیں؟ کیا انہیں ہر اس کشتی کے ڈوب جانے کا خطرہ ہر وقت نہیں ستاتا رہتا جس پر وہ سوار ہوتے ہیں؟ کیا انہیں ہر اس محل کے زمین بوس ہو جانے کا دھڑکا نہیں لگا رہتا جس میں وہ گناہ کے نت نئے طریقے ایجاد کر کے خدا کی غیرت کو چیلنج کرتے ہیں؟ کیا انہیں جدید ترین ٹیکنالوجی کی روشنی میں مضبوط سے مضبوط اور محفوظ سے محفوظ بنائے گئے برجوں اور تجارتی معاشی اور معاصی کے سینٹروں میں غیر محفوظ رہنے کا انجانا لیکن یقینی سا ڈر ہر وقت اور ہر سمت سے (نیچے سے اوپر سے دائیں سے بائیں سے) نہیں ستاتا؟ خوف و ہراس کا کون سا بھوت ہے جو انہیں اپنے محلات کے صحرائے اجاڑ اور اپنے عشرت کدوں کی پر فضا بالکونیوں میں نہیں ڈراتا؟ ارواح شریرہ کی وہ کون سی قسم ہے جو انہیں وسوسہ ہائے روز و شب کا شکار نہیں بنائے رکھتی؟ اسلامی ممالک پر آتش و آہن کی بے پناہ بارشیں صحیح معنی میں وسیع تر تباہی کے جتھے دل سے یورشیں پہاڑیوں سے سر ٹکرانے کی بے نتیجہ کاوشیں عرب کے ریگستانوں کی ریت پر نامعلوم معشوقوں کے ناموں کی نگارش کی مسلسل مشقیں یہ سر زمین فلسطین پر صیہونی شیریں کے لئے کوہ کنی کی نامراد پیہم کوششیں یہ سب کیا ہے؟ فقط خوف کے قوی ہیکل بھوت سے گلو خلاصی کی تدبیر کی مختلف شکلیں۔

الغرض بے آرامی اور تکلیف میں ہم اور وہ اگرچہ بظاہر برابر ہیں (حالانکہ برابر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا؟ کیوں کہ اگر کمیاً نہ سہی تو کیفاً ان کی بے آرامی اور احساس اذیت ہم سے کہیں بڑھا ہوا ہے جیسا کہ ابھی اشارہ کیا گیا) لیکن ان کی اس بے آرامی کا منشاء ان کا خدا کے ساتھ کفر اللہ پاک کی ذات پر عدم اعتماد اس کی رحمت سے ناامیدی اور اس کی مغفرت و نصرت کی عدم توقع ہے اور یہ کہ ان کا اس وسیع تر کائنات میں نہ کوئی یار و مددگار ہے نہ والی و کارساز جب کہ خدائے واحد ہمارا حامی و مددگار اور کفیل و کارساز ہے:

"یہ اس لئے کہ اللہ رفیق ہے ان کا
جو ایمان لائے اور یہ کہ جو کافر ہیں ان کا
کوئی رفیق نہیں۔" (سورۂ محمد:۱۱)

لیکن ہمارے اور باغیان خدا کے درمیان ایک بنیادی فرق ہے کہ ہمیں رب کریم سے جس عزت و سربلندی و فتح مندی اور دنیا و آخرت کی سعادت مندی کی توقع ہے وہ انہیں ہرگز نہیں اس لئے ان کو رگیدنے اور کتوں کی طرح انہیں دوڑانے کے حوالے سے ہمیں کوئی سستی نہیں دکھانی چاہئے اور انشاء اللہ وفا شعار و مخلص مسلمان ان دشمنان خدا کو رگیدنے کے حوالے سے اللہ پاک کے حکم کی تابعداری میں کوئی سستی نہ دکھائیں گے کیونکہ اس حکم کی پیروی میں ہماری عزت و افتخار کا راز پوشیدہ ہے۔ ہاں بزدل خیانت صفت شکست خوردگی کا ذہن رکھنے والے وہ لوگ اس حکم کو ماننے میں بلا شبہ پس و پیش سے کام لیں گے جن کے لئے راہ راست پر چلنا انتہائی دشوار ہوتا ہے جو عزت و وطن کا سودا کرنے کو تیار بیٹھے ہیں جو خنزیروں اور بندروں کے برادران کے ہاتھوں مقدس سرزمین کو بیچ دینے میں تردد نہیں کرتے جو بیچ راستے سے لوٹ آنے والے قبلہ کی سمت کو تبدیل کرتے رہنے والے ہیں جو ہر سائے سے ڈرتے ہیں ہر آواز سے دہشت زدہ رہتے ہیں ہر آہٹ سے گھبراتے ہیں جو مسلمانوں کو ہمیشہ یہ کہتے رہتے ہیں:

"کافروں نے تمہارے مقابلے
کے لئے سامان جمع کیا ہے سو تم ان سے
ڈرو۔" (آل عمران:۱۷۳)

ہاں پکے سچے مسلمان دشمنان خدا و رسول کو رگیدنے میں بھی کاہلی نہ دکھائیں گے خواہ اس کی جو بھی قیمت انہیں چکانی پڑے کیونکہ وہ اس حکم خداوندی پر بھی مکمل طور پر عمل پیرا رہتے ہیں:

"اور تیار کرو ان سے لڑائی کے
واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے
ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک
پڑے تمہاری اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے
دشمنوں پر۔" (الانفال:۶۰)

مخلص مسلمان ہمیشہ اس مقدور بھر طاقت اور سامان کی تیاری میں لگے رہتے ہیں یا اس کی خواہش اور تڑپ سے سرشار رہتے ہیں اور راہ کی رکاوٹوں کی پروا نہیں کرتے جو مکر و فریب کے فن کے ماہر دشمنان خدا ان کی راہ میں کھڑی کرتے ہیں کیونکہ وہ آنکھوں میں دھول جھونکنے اور حق و باطل میں التباس پیدا کرنے میں طاق ہوتے ہیں۔

دشمنوں پر دھاک بٹھانا اور انہیں دہشت زدہ رکھنا گویا اللہ پاک کے نزدیک کار ثواب ہے اسی لئے دھاک بٹھانے کا عمل ان دشمنوں کو بہت کھلتا ہے۔ ان کو دہشت زدہ رکھنا احقاق حق اور ابطال باطل اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ضروری شرط ہے اس سے دشمنوں کو یہ بھی یقین ہوتا رہتا ہے کہ جنگ جیتنے کے ظاہری سامان کی تیاری کا ڈھنگ مسلمانوں کو بھی آتا ہے اور وہ اس سے غافل بھی نہیں ورنہ فتح مندی و کامرانی ایک ربانی صنعت الٰہی کاریگری خدائی احسان ہے۔ اسے محض بزور طاقت محض علمی ترقی سائنسی

برتری اور صرف اس تہذیبی فوقیت کے ذریعے حاصل نہیں کیا جا سکتا' جو الحادی دین ہو' جسے سرکشی نے غذا دی ہو' جسے ظلم و جارحیت کی کھاد اور احساس تکبر و غرور کے پانی سے سینچ کر تناور درخت بنایا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ فرمایا ہے کہ فتح مندی و نصرت صرف اس کے طفیل سے حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً:

"مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے زبردست رحم والا۔" (الروم:۵)

"اور مدد ہے صرف اللہ ہی کی طرف سے جو کہ زبردست حکمت والا ہے۔"

"اور اللہ زور دیتا ہے اپنی مدد کی جس کو چاہے۔" (آل عمران:۱۳)

یہ حقیقت ہے کہ اللہ پر ایمان رکھنے والے اس کے سچے بندوں کے لئے خدا کی رحمت نہ تو موخر ہوتی ہے' نہ لغزش کھاتی ہے' نہ چوکتی ہے' بشرطیکہ وہ اپنے رب کے بتائے ہوئے اصول پر کاربند ہیں اور یہ یقین رکھیں کہ موت ہر اس مومن جانباز سے بے پناہ ڈرتی ہے جو خود موت سے نہیں ڈرتا اور ہر اس منافق' بزدل' پس و پیش کا سرمایہ رکھنے والے کو ہراساں کرتی ہے جو موت سے لرزاں و ترساں رہتا ہے اور اس سے بچنے کی ہر ممکن تدبیر میں لگا رہتا ہے اور ہر اس سوراخ کو بند کرتا رہتا ہے جس سے موت کی آمد کا اس کو خدشہ ہوتا ہے۔ ہاں اللہ کی مدد اس کمزوری دکھانے والے کو حاصل نہیں ہو سکتی' جو باغیان خدا کو رگیدنے سے جی چراتا ہے' جو طرح طرح کے بہانوں سے خطرات کی جگہوں سے اپنے کو بچاتا ہے' جو قدرت الٰہی کا سہارا لیتا ہے' جو حقیقت پسندی' مرحلہ واریت' ٹیکنیک' ہوا کا رخ پہچاننے' حالات کی نزاکت کو سمجھنے' حالات کے جبر کے سامنے جھکنے اور کمزور و ناتواں اور دبائے ہوئے لوگوں کی مجبوریوں کے اصول پر عمل پیرا ہونے کا راگ الاپتا رہتا ہے۔

"لا تھنوا فی ابتغاء القوم" والی آیت نے کسی بہانہ باز کے لئے کوئی عذر نہیں چھوڑا ہے اور کسی حیلہ جو کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی ہے' لہٰذا سچے مسلمانوں کو ہر جگہ' ہر زمانے' ہر موقع' ہر موسم میں دشمنان خدا کو رگیدنے کا عمل کرتے رہنا ہے' اس لئے کہ حق و باطل کی آمیزش تو قیامت تک جاری رہے گی اور یہ آمیزش مسلمانوں سے متقاضی رہے گی کہ وہ رگیدنے اور مزاحمت کرنے کا عمل جاری رکھیں۔ حق کی سرپرستی کرنے والی جماعت کے لئے بڑے ننگ و عار کی بات ہوگی کہ وہ دشمنوں کو رگیدنے کے عمل میں کسلمندی کو راہ دیں' جب کہ دشمنان خدا تمام زخموں' خساروں اور مال و جان کے بے طرح نقصانات کے باوجود چین سے نہیں بیٹھتے اور ہماری گھات میں لگے رہتے ہیں۔

مسلمانوں کو اللہ پاک کا قطعی حکم ہے کہ وہ جسم و جان' مال و عزت کے تمام خساروں کے باوجود باغیان خدا کے مقابلے سے نہ بھاگیں۔ یہ خسارے ہر نوع کے ہوں گے' دل گداز اور جگر خراش ہوں گے' رونگٹے کھڑے کر دینے والے ہوں گے۔ آج دنیا کے کونے کونے میں اسلام پسند نوجوانوں اور دین کے علمبرداروں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے' ان حالات میں صرف وہی سچے ایمان کی پونجی رکھنے والے سعادت مند ثابت قدم رہ سکتے ہیں' جو اللہ کی محبت کو دنیا کی ہر شے کی محبت پر واقعتاً مقدم رکھتے ہوں اور "صبرا یا آل یاسر! ان موعدکم الجنة" (یاسر کے اہل خاندان! صبر سے کام لو تمہارے لئے جنت یقینی ہے) کو ہر وقت مستحضر رکھتے ہوں' ورنہ انسانیت سوز مظالم کے ان بھیانک مناظر کو دیکھنے یا ان کا شکار ہونے کے بعد اکثر لوگ جی ہار جاتے ہیں اور ان کا وہ رویہ ہوتا ہے جو غالب نے ذیل کے شعر میں اپنے جفا پیشہ محبوب کے مسلسل اور بری طرح بے ذہنی کے رویوں کو برتنے کے بعد کہا ہے:

وفا کیسی' کہاں کا عشق' جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

بلکہ سچے مومن بندے نہ صرف سارے مادی اسباب' بلکہ جان عزیز کو راہ خدا میں نچھاور کر کے یہ کہتے ہیں:

جان دی' دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کیونکہ جان گنوا کر وہ زندگی دوام پا لیتے ہیں اور محبت الٰہی کا کچھ لطف اٹھانے کا انہیں موقع مل جاتا ہے کیونکہ بقول مفتی صدرالدین آزردہ:

اے دل! تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے' سو ایسا زیاں نہیں

الٰہی! اپنے دشمنوں کو رگیدنے' دنیا کے ہر کونے میں انہیں کھدیڑنے اور کتوں کی طرح مار بھگانے کی راہ پر ہمیں ثابت قدم رکھ' ہمیں آخری فتح تک جمائے رکھ' تاآنکہ تیرا کلمہ سربلند ہو' عدل و انصاف کا بول بالا ہو' حق کا سر اونچا ہو' ظلم اور ظالموں کا سر نیچا ہو' باغیوں اور سرکشوں کو ہمہ گیر پسپائی کا سامنا ہو' بدکار صیہونیوں' صلیبیوں اور صنم پرستوں کو آخرت سے پہلے اس دنیائے فانی کی بھی ذلت نصیب ہو' جو تیری راہ سے روک رہے ہیں' تیرے بندوں کو بے دریغ مار رہے ہیں' تیرے وفاداروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں جن کا اس کے سوا کوئی قصور نہیں کہ وہ تیرے سوا کسی کو پوجنا نہیں چاہتے' زمین میں فساد مچا رہے ہیں' وہ تکبر و تجبر اور ظلم و جارحیت کی تمام حدیں پار کر چکے ہیں' بے شک تو ہر وقت' ہر جگہ' ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم قصوروار و گناہ گار ہیں' لیکن یہ تیرے دشمن تو سرے سے تیرے منکر ہیں۔ بار الٰہا! ہم تیری مدد کے بھکاری ہیں اور تیرے در کے سوالی ہیں' تو ہمیں محروم نہ کر۔

☆☆.........

صدقہ کے خواص و برکات

مولانا عبدالواحد

اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے اموال خرچ کرنا' اپنی حاجت کے ہوتے ہوئے دین کے مصارف کو ترجیح دینا' ایمان کی خاص علامات میں سے ہے۔ جاں نثاران امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی طور طریقہ رہتا تھا' یہاں تک کہ انفاق فی سبیل اللہ میں وہ مقابلے کیا کرتے تھے اور اگر دیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خانقاہ تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی باہر کا مسافر آ جاتا تھا تو اکثر صحابہؓ اس کو اپنے پاس مہمان رکھنے کی بھرپور کوشش کرتے تھے اور اس کام کو اپنے لئے بہت بڑا اعزاز سمجھتے تھے' جہاں دین کے اور ارکان کو عملی جامہ پہناتے تھے' وہاں صدقہ و خیرات کو بھی اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے صدقہ کی اہمیت اور فوائد پر کئی ارشادات منقول ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے:

''حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔'' (جامع ترمذی)

جس طرح دنیا کی مادی چیزوں جڑی بوٹیوں تک کے خواص اور اثرات ہوتے ہیں' اسی طرح انسانوں کے اچھے برے اعمال اور اخلاق کے بھی خواص اور اثرات ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ہی معلوم ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں صدقہ کی دو خاصیتیں بیان کی گئی ہیں: ایک یہ کہ اگر بندے کی کسی بڑی لغزش اور معصیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب اس کی طرف متوجہ ہو تو صدقہ اس غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور اس کی وجہ سے بندہ بجائے اللہ کے غضب اور ناراضی کے اس کی رضا اور رحمت کا مستحق بن جاتا ہے۔ صدقہ دینے سے بہت ساری مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔ دوسری خاصیت یہ ہے کہ صدقہ بری موت سے آدمی کو بچاتا ہے یعنی صدقہ کی تاثیر اور برکت سے اس کا خاتمہ بالخیر اور اچھی حالت پر ہوتا ہے اور جس موت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے یعنی بُری موت' اس سے بچاؤ ہو جاتا ہے' بندہ کی تمام پریشانیوں کو حل کرنے کا سبب بھی صدقہ ہوتا ہے۔ صدقہ دینے سے بندہ اللہ کا مقرب بن جاتا ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے:

''حضرت مدثر بن عبداللہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے کہ قیامت کے دن مومن پر اس کے صدقہ کا سایہ ہوگا۔'' (رواہ احمد)

احادیث طیبہ میں بہت سے اعمال کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن یہ اعمال سایہ کا ذریعہ بن جائیں گے' اور مذکورہ بالا حدیث میں صدقہ کے بارے میں فرمایا گیا کہ قیامت کے دن اس کی برکت اور تاثیر یہ ظاہر ہوگا کہ جب ہر نفس نفسی نفسی کی رٹ لگا رہا ہوگا اور ہر کسی کو اپنی جان کی پڑی ہوگی' ایسے ہولناک اور دہشت ناک دن میں صدقہ دینے والے پر اپنا دیا ہوا صدقہ سایہ کرے گا اور اس کے لئے ڈھال کا کام دے گا۔ اللہ اپنے فضل سے سب کو یہ سایہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

اقوال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

☆......تعجب ہے اس پر جو موت کو حق جانتا ہے اور پھر ہنستا ہے۔

☆......تعجب ہے اس پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے اور پھر اس کی رغبت رکھتا ہے۔

☆......تعجب اس پر جو تقدیر کو پہچانتا ہے اور پھر جانے والی چیز کا غم کرتا ہے۔

☆......تعجب ہے اس پر جو حساب کو حق جانتا ہے اور پھر مال جمع کرتا ہے۔

☆......تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو حق جانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔

☆......تعجب ہے اس پر جو اللہ تعالیٰ کو حق جانتا ہے اور پھر غیروں کا ذکر اور ان پر بھروسہ کرتا ہے۔

☆......تعجب ہے اس پر جو جنت پر ایمان رکھتا ہے اور پھر دنیا کے ساتھ آرام پکڑتا ہے۔

☆......تعجب ہے اس پر جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے۔

مرزا قادیانی کا اخلاقی عروج

مولانا محمد اقبال

کسی آدمی کا شادی کے لئے کسی لڑکی کا انتخاب کرنا اور اس کے لئے پیغام دینا کوئی معیوب بات نہیں' لیکن ایک پچاس سالہ بوڑھے کا ایک کم سن بچی پر نظر کرکے اس کی طلب وہوس میں دن رات تڑپنا کسی شریف آدمی کا کام نہیں۔ پھر یہ مسئلہ اس وقت اور بھی شدید ہوجاتا ہے جب اس لڑکی کا والد کسی مجبوری میں اس شخص کے پاس آئے اور وہ اس شخص کی مجبوری سے فائدہ اٹھاکر اس لڑکی کو پانے کی کوشش کرے اور انکار پر طرح طرح کے لالچ اور انعام کے وعدے کرے اور پھر موت کی دھمکیوں پر اتر آئے۔ یہ پرلے درجے کی بداخلاقی اور غنڈہ گردی سمجھی جاتی ہے اور معاشرہ ایسے شخص کو بے حیاء اور بدمعاش کہتا ہے' پھر یہ بات اس وقت اور بھی سنگین ہوجاتی ہے جب اس قسم کی اوچھی حرکتیں کرنے والا شخص مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہو اور اپنے آپ کو خدا کے نبی کے روپ میں پیش کررہا ہو۔

خدا تعالیٰ کے محبوبین اور مقبولین اخلاق و کردار کی اس بلندی پر فائز ہوتے ہیں' جس پر خدا کے معصوم فرشتوں کو بھی رشک آتا ہے۔ مخالفین ان کے دعوے کی تکذیب تو کرتے ہیں لیکن کبھی ان کا اخلاق زیر بحث نہیں آتا۔ شدید ترین مخالفین بھی اللہ کے محبوبین کے اعلیٰ اخلاق و کردار کو تسلیم کرتے ہیں اور انہیں صادق و امین اور عفیف مانے بغیر انہیں بھی چارہ نہیں ہوتا۔

اس کے مقابلہ میں جو لوگ خدا کے نام پر جھوٹی آواز لگاتے ہیں اور افتراء علی اللہ اور افتراء علی الرسول کے مجرم ہوتے ہیں' وہ اخلاق و کردار کے اعتبار سے اس قدر گرے ہوئے ہوتے ہیں کہ کوئی بھی مہذب معاشرہ ایسے آدمی کو شریف کہنا گوارا نہیں کرتا۔ وہ اوّل مرحلے پر ہی اپنے آپ کو اس قدر ننگا کردیتے ہیں کہ ذرا سی سمجھ رکھنے والا انسان یہ کہنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ جو شخص اس قدر بداخلاق اور بدکردار ہے وہ مامور من اللہ تو کجا ایک شریف انسان کہلانے کے بھی قابل نہیں۔ جب ایک فراڈی آدمی کو کوئی شخص صالح اور پرہیزگار نہیں کہہ سکتا تو ایک بدکردار آدمی کو مامور من اللہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ مولانا رومیؒ نے ایسے ہی فراڈی قسم کے لوگوں کے بارے میں کہا تھا:

"گرولی ایں است لعنت برایں ولی"

قادیان کے مرزا غلام احمد قادیانی کو قادیانی لوگ خدا کا نبی اور اس کا مامور مانتے ہیں اور مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ اس پر ایمان لاؤ گے تو جنت میں جاؤ گے اور اسے نہ ماننے والا حرام زادہ ہے۔ اہل اسلام تو سرے سے ہی اسے پرلے درجے کا جھوٹا سمجھتے ہیں اور اس کے دعویٰ کی بناء پر اسے اسلام سے خارج جانتے ہیں' لیکن جو لوگ اسے مانتے ہیں' انہیں غور کرنا چاہئے کہ انہوں نے کس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے؟ اگر قادیانی عوام علمی بحثوں کو علماء تک محدود رکھیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو اخلاق و کردار اور اس کے کریکٹر کے آئینہ میں دیکھیں تو ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ انہیں سیدھا راستہ پانے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی اور وہ بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی قادیانیت کا طوق اپنے گلے سے اتار پھینکیں گے۔ آج کی مجلس میں ہم بتائیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بداخلاقی کی کس سطح پر پہنچ چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ قادیانی عوام کو سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ایک مرتبہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نظر ایک کم سن لڑکی پر پڑی جو اس کے دل کو بھاگئی۔ تحقیق کرنے پر اسے پتہ چلا کہ یہ اس کے ایک قریبی رشتہ دار کی بچی ہے۔ انہی دنوں اس بچی کے والد کو کسی ضروری کام کے سلسلے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس آنا پڑا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مختلف بہانوں کے ذریعہ اسے ٹالنے کا ناٹک کھیلا مگر جب وہ کسی طرح بھی نہ ٹلا تو مرزا قادیانی نے کہا کہ میں ایک شرط پر تمہارا یہ کام کرنے کے لئے تیار ہوں' وہ شرط کیا تھی؟ اسے پڑھئے:

"خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو یہ الہام ہوا ہے کہ تمہارا یہ کام اسی شرط پر ہوسکتا ہے کہ اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردو۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص:۲۳۰)

یہ شخص احمد بیگ تھا اور اس کی بیٹی محمدی بیگم تھی۔ احمد بیگ نے جب مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ بات سنی تو اس کے ہوش اڑ گئے کہ ایک ایسا شخص جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے' ایک کام کے لئے میری کم سن بچی مانگ رہا ہے۔ چنانچہ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ شرط ماننے سے انکار کر دیا اور بغیر کام کرائے واپس چلا آیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے احمد بیگ کو مختلف ذرائع سے سمجھانے اور منانے کی کوشش کی' مگر غیرت مند باپ کسی طرح بھی اپنی بچی کا نکاح مرزا غلام احمد قادیانی سے کرنے کے لئے تیار نہ ہوا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس بچی کو پانے کے لئے خدا کی وحی آنے کی خبر دی اور احمد بیگ کے خاندان کو رحمتوں اور برکتوں کے ملنے کی خوشخبری دی' مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا ہے کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام رحمتوں اور برکتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں۔"

(سیرت المہدی ص:۱۱۵ ج:اول)

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کا مطلوب یہ ہے کہ: "احمد بیگ کی دختر کلاں محمدی بیگم کے لئے ان سے تحریک کر' اگر انہوں نے مان لیا تو یہ ان کے لئے رحمت کا ایک نشان ہوگا اور یہ خدا کی طرف سے بے شمار رحمت و برکت پائیں گے۔" (ایضاً ص:۱۹۵)

احمد بیگ نے ان تمام برکتوں اور رحمتوں کو ٹھکرا دیا جو اس نکاح کے نام پر اسے دی جاری تھیں' اسے یقین تھا کہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نفسانی خواہشات ہیں جسے وہ خدا کے نام پر پیش کر رہا ہے۔ چنانچہ اس نے کھلے عام مرزا غلام احمد قادیانی کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے رشتہ داروں کو خطوط لکھے اور انہیں مجبور کیا کہ احمد بیگ کو اس نکاح کے لئے تیار کیا جائے اور خود احمد بیگ کو ۲۰/فروری ۱۸۸۸ء کو ایک لالچ بھرا خط لکھا کہ اگر تم نے اپنی بچی کا نکاح میرے ساتھ کر دیا تو میں نہ صرف ان کاغذات پر دستخط کرنے کے لئے تیار ہوں بلکہ تمہیں جائیداد بھی ملے گی اور تمہارے لڑکے کو پولیس کی ملازمت بھی دلا دوں گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے خط کا یہ حصہ ملاحظہ فرمایئے:

"میں اپنی طرف سے تو صرف یہی عرض کرتا ہوں کہ میں آپ کا ہمیشہ ادب و لحاظ رکھتا ہوں اور آپ کو ایک دیندار اور ایماندار بزرگ تصور کرتا ہوں اور ہبہ نامہ پر جب لکھو حاضر ہو کر دستخط کر جاؤں اور اس کے علاوہ میری املاک خدا کی اور آپ کی ہے اور میں نے عزیزی محمد بیگ (احمد بیگ کے لڑکے) کے لئے پولیس میں بھرتی کرانے کی اور عہدہ دلانے کی خاص کوشش و سفارش کر لی ہے تاکہ وہ کام میں لگ جاوے اور اس کا رشتہ میں نے ایک بہت امیر آدمی جو میرے عقیدت مندوں میں ہے تقریباً کر دیا ہے۔

غلام احمد

لدھیانہ اقبال گنج

۲۰/فروری ۱۸۸۸ء"

(منقول از نوشتہ غیب ص:۱۰۰)

مرزا غلام احمد قادیانی نے احمد بیگ سے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ:

"میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی لڑکی کو اپنی زمین اور مملوکات کا ایک تہائی حصہ دوں گا' اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں سے جو کچھ مانگیں گے میں آپ کو دوں گا۔" (آئینہ کمالات مشمولہ روحانی خزائن ص:۵۷۲ ج:۵)

مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ تحریر بھی دیکھیں جو وہ خدا کے نام پر پیش کر رہا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی کہ اس شخص کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے درخواست کر اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے' جس کے تم خواہشمند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔" (ایضاً ص:۵۷۲)

احمد بیگ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیشکش بھی ٹھکرا دی۔ مرزا غلام احمد پھر بھی باز نہ آیا' چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنوں کے خطوط لکھے اور کہا کہ اب جب کہ عوام میں یہ بات پھیل گئی ہے کہ خدا کی طرف سے اس رشتہ کا حکم ہے' اس لئے اس میں کوئی تاخیر نہ ہونی چاہئے' اس نے احمد بیگ کے نام ۱۷/جولائی ۱۸۹۲ء کو یہ خط لکھا:

"آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ آدمی سے زیادہ ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہاں کی اس طرف نظر لگی

ہوئی ہے۔ یہ عاجز آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تاکہ خداتعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔" (منقول از رسالہ کلمۃ الفضل رحمانی ص:۱۲۳)

احمد بیگ جانتا تھا کہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹ ہے کہ خدا نے اسے اس نکاح کے لئے کہا ہے۔ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کوئی التجا نہ سنی' پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے احمد بیگ کو خدا کے عذاب کی دھمکیاں بھی سنائیں' احمد بیگ اسے بھی کسی خاطر میں نہ لایا اور اپنی بچی کو ایک دائم المریض اور مراقی کو دینے کے لئے ہرگز راضی نہ ہوا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو معلوم ہوا کہ محمدی بیگم کا ایک ماموں ہے جو بہت بااثر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے منصوبہ بنایا کہ اسے رشوت دے کر یہ رشتہ حاصل کیا جائے۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ:

"محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا' اس لئے حضرت صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کرلیا تھا۔" (سیرت المہدی ص۱۹۳ ج۱)

مرزا غلام احمد قادیانی جب ہر طرف سے ناکام ہوا تو اس نے احمد بیگ کو منوانے کے لئے انتہائی گھناؤنا اور شرمناک طریقہ اختیار کیا' مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے فضل احمد کی شادی مرزا شیر علی کی لڑکی سے ہوئی تھی اور مرزا شیر علی کی بیوی (فضل احمد کی ساس) احمد بیگ کی بہن تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مرزا شیر علی اور اس کی بیوی (احمد بیگ کی بہن) کو مسلسل خطوط لکھے اور ان دونوں کو اس نکاح کے حصول میں مدد کرنے کے لئے کہا اور انہیں دھمکی دی کہ اگر احمد بیگ نے اپنی بچی کی شادی مرزا غلام احمد قادیانی سے نہ کی تو وہ اپنے بیٹے فضل احمد سے کہے گا کہ وہ اپنی بیوی (احمد بیگ کی بہن کی لڑکی جو مرزا غلام احمد قادیانی کی بہو تھی) کو طلاق دے دے۔ مرزا غلام احمد نے لدھیانہ سے ۲/مئی ۱۸۹۱ء کو جو خط لکھا' اس خط کا یہ حصہ پڑھئے:

"فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر وہ طلاق نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کردوں گا۔ آپ اس وقت کو سنبھال لیں۔" (کلمۃ الفضل رحمانی ص:۱۲۶)

پھر ۴/مئی ۱۸۹۱ء کو مرزا غلام احمد قادیانی نے احمد بیگ کی بہن (محمدی بیگم کی ممانی اور فضل احمد کی ساس) کے نام بھی دھمکی آمیز خط لکھا۔ اس خط کا یہ حصہ ملاحظہ فرمایئے:

"اپنے بھائی احمد بیگ کو جس طرح بھی تم سمجھا سکتی ہو' اس کو سمجھا دو اور اگر ایسا نہ ہوگا تو آج میں نے مولوی نورالدین (میرے بیٹے) فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے سے گریز کرے یا عذر کرے تو اس کو عاق کیا جاوے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جاوے اور ایک پیسہ اس کو وراثت کا نہ ملے۔ اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کردوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پاسکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھالو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔"

(منقول از نوشتۂ غیب ص ۱۲۸)

مرزا شیر علی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دھمکی آمیز خط کا جواب دو دن کے اندر دے دیا۔ مرزا شیر علی کا خط دیکھئے' اس سے آپ کو مرزا غلام احمد قادیانی کو سمجھنے میں بہت حد تک مدد ملے گی' مرزا شیر علی لکھتے ہیں:

"گرامی نامہ پہنچا' آپ جو کچھ بھی تصور کریں آپ کی مہربانی ہے۔ ہاں مسلمان ضرور ہوں' مگر آپ کی خود ساختہ نبوت کا قائل نہیں ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے سلف صالحین کے طریقے پر ہی رکھے اور اسی پر میرا خاتمہ بالخیر کرے۔ احمد بیگ کے متعلق میں کر ہی کیا سکتا ہوں؟ وہ ایک سیدھا سادہ مسلمان آدمی ہے' جو کچھ ہوا آپ کی طرف ہی سے ہوا' نہ آپ فضول ایمان گنواتے اور الہام بیان کرتے اور نہ مرنے کی دھمکیاں دیتے اور نہ وہ کنارہ کش ہوتا۔ آپ خیال کریں کہ اگر آپ کی جگہ احمد بیگ ہو اور احمد بیگ کی جگہ آپ ہوں تو خدا لگتی کہنا کہ تم کن کن باتوں کا خیال کرکے رشتہ دو گے؟ اگر احمد بیگ سوال کرتا اور وہ مجمع الامراض ہونے کے علاوہ پچاس سال سے زیادہ عمر کا ہوتا اور اس پر وہ مسیلمہ کذاب کے کان کتر چکا ہوتا تو کیا آپ رشتہ دیتے؟ آپ کو خط لکھتے وقت یوں آپے سے باہر نہیں ہونا چاہئے' لڑکیاں سب ہی کے گھروں میں ہیں' کچھ حرج نہیں' اگر آپ طلاق دلوائیں گے تو یہ

بھی ایک "پیغمبری" کی نئی سنت دنیا پر قائم کرکے بدنامی کا سیاہ داغ مول لیں گے۔ باقی روٹی تو خدا اس کو بھی کہیں سے دے ہی دے گا' تر نہ سہی خشک سہی' مگر وہ خشک بہتر ہے جو پسینہ کی کمائی سے پیدا کی جاتی ہے۔ میری بیوی کا کیا حق ہے کہ وہ اپنی بیٹی (مرزا غلام احمد قادیانی کی بہو جسے اپنے لڑکے سے طلاق دلوانے کی مسلسل دھمکیاں دیتا رہا ہے) کے لئے اپنے بھائی کی لڑکی کو ایک دائم المریض آدمی کو جو مراق سے خدائی تک پہنچ چکا ہو' (دلوانے کے لئے) کس طرح لڑے؟

خاکسار: شیر علی

۴/ مئی ۱۸۹۱ء"

مرزا شیر علی کے اس خط میں مرزا غلام احمد قادیانی کی صحیح تصویر کھینچی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ کس سطح کا آدمی ہے' نہ صرف یہ کہ اس کی نبوت خود ساختہ ہے بلکہ وہ اس دعویٰ میں مسیلمہ کذاب کے بھی کان کتر چکا ہے اور بلیک میلنگ میں بھی اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ جسمانی بیماریوں کا بھی مجموعہ ہے اور مراقی ہے' پھر مرزا شیر علی نے اپنے اس خط کے ذریعہ مرزا غلام احمد قادیانی پر بڑا لطیف طنز کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ اس کی کمائی کے ذرائع کیا ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے سمدھی کو یہ بھی لکھا کہ وہ اپنی بیوی سے کہے کہ وہ اپنے بھائی (احمد بیگ) سے اس معاملہ پر جھگڑا کرکے بھی شادی روک دے اور کسی طرح بھی اسے میرے ساتھ نکاح کے لئے تیار کرے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے شیر علی کے نام ۴/ مئی ۱۸۹۱ء کو ایک خط لکھا کہ آپ احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ (وہ محمدی بیگم کا دوسری جگہ نکاح کرنے سے) باز آ جائیں اور اپنے گھر کے لوگوں (یعنی بیوی وغیرہ) کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کرکے روک دیوے ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناتے توڑ دوں گا۔

یہ بھائی بہن کو آپس میں لڑانے کی کوشش کیا کسی شریف آدمی کا کام ہوسکتا ہے؟ سو احمد بیگ اپنی لڑکی کو مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں دینے کے لئے کسی طرح تیار نہ تھا' ادھر مرزا غلام احمد قادیانی چاہتا تھا کہ ہر قیمت پر اسے احمد بیگ کی بچی مل جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے آخرکار اپنے بیٹے فضل احمد کو مجبور کردیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ اس نے بادل نخواستہ اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی پہلی بیوی اور اس کے بیٹے سلطان احمد نے مرزا غلام احمد قادیانی کا ساتھ نہ دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی بیوی کو بھی طلاق دے دی اور اپنے بیٹے سلطان احمد کو اپنی وراثت سے محروم کردیا' یہ اپنی بیوی پر سراسر ظلم اور اپنے بیٹے سے کھلی زیادتی ہے' کیا ایسا آدمی شریف کہلانے کے لائق ہے؟ یہ بات قادیانیوں کے سوچنے کی ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس رشتہ کے لئے پھر اپنے رشتہ داروں کو خطوط لکھے اور انہیں بھی کہا کہ احمد بیگ کو اس نکاح کے لئے تیار کرو۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ:

"حضرت (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے اس رشتہ کی کوشش میں اپنے بعض رشتہ داروں کو خطوط لکھے اور اس کے لئے بڑی جدوجہد کی۔"

(سیرت المہدی ص:۲۰۵ ج:۱)

مرزا غلام احمد قادیانی سے کہا گیا کہ جب یہ خدا کی بات ہے تو اس میں اتنا شور و غل کیوں کرتے ہو اور اس کے لئے ظلم و زیادتی کہاں جائز ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کا یہ جواب دیا کہ:

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیش گوئی کی جائے تو اسے بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اپنے ہاتھ سے پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔" (حقیقت الوحی ص:۱۹۱ روحانی خزائن ج۲۲ ص۱۹۸)

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ:

"کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے باوجود خدائی وعدوں کے اپنی پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے ہر جائز طریق پر کوشش نہ کی ہو۔" (سیرت المہدی ص:۱۹۳ ج:۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کی اس بات میں کوئی وزن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر جب کوئی پیشگوئی کرتا ہے تو حالات خود بخود اس کے مطابق ہوتے چلے جاتے ہیں اور پیغمبر کی ہوئی پیشگوئی پوری ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں معاملہ عجیب ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے احمد بیگ کی بچی سے نکاح کو خدا کی بات بتلایا۔ اب ضروری تھا کہ وہ اس وقت تک انتظار کرتا جب خدا اپنی بات پوری کردکھاتا مگر چونکہ یہ بات خدا کی طرف سے نہیں تھی' اس کی اپنی خانہ ساز تھی' اس لئے اس نے سب سے پہلے احمد بیگ کو بلیک میل کیا کہ اس کے قانونی کاغذات پر اس وقت دستخط کرے گا' جب وہ اپنی بچی کا نکاح اس سے کرے گا' مرزا غلام احمد قادیانی نے احمد بیگ کو مال کا لالچ دیا' جائیداد کی پیشکش کی اور اس کے بیٹے کو محکمہ پولیس میں ملازمت دلوانے کی پیشکش کی' اس نکاح کے لئے رشتہ داروں کے ذریعہ احمد بیگ پر

دباؤ ڈالا‘ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بیٹے کو مجبور کیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے‘ یہ عورت احمد بیگ کی عزیزہ تھی‘ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اپنے بیٹے کو وراثت سے محروم کیا‘ کیونکہ وہ اس بات کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کا ساتھ نہ دیتے تھے۔ آپ ہی بتائیں کہ کیا یہ کرتوت کسی شریف آدمی کے ہوا کرتے ہیں؟

محمدی بیگم کے والد احمد بیگ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کوئی بات نہ مانی اور اپنی لڑکی کا رشتہ سلطان محمد نامی شخص کے ساتھ کردیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی تو وہ آپے سے باہر ہوگیا اور اس نے کہا کہ چونکہ یہ رشتہ خدا نے میرے ساتھ کردیا ہے‘ اس لئے کسی دوسرے کو اس بات کی ہرگز اجازت نہیں کہ وہ میری آسمانی منکوحہ سے رشتہ کرے‘ اب جو شخص بھی محمدی بیگم سے شادی کرے گا‘ خدا کی غیرت جوش میں آئے گی اور خداتعالیٰ ڈھائی سال کے اندر اسے مار ڈالے گا اور اس کے باپ کی بھی خیر نہ ہوگی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا ۱۰/ جولائی ۱۸۸۸ء کا شائع کردہ ایک اشتہار سامنے رکھیں‘ اس اشتہار میں اس نے لکھا:

”اگر (احمد بیگ نے) اس نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام بہت بُرا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا (یعنی احمد بیگ) تین سال تک فوت ہوجائے گا اور ان کے گھر میں تفرقہ اور مصیبتیں پڑیں گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی غم کے امر پیش آئیں گے۔“ (مجموعہ اشتہارات ص:۱۵۸ ج:۱)

”خدا نے مجھے بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے‘ ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے جن کا نتیجہ موت ہوگا‘ تم تین سال کے اندر مرجاؤ گے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مرجائے گا‘ یہ اللہ کا حکم ہے۔“ (آئینہ کمالات اسلام مشمولہ روحانی خزائن ص:۵۷۳ ج:۵)

مرزا غلام احمد قادیانی نے بذریعہ وحی یہ خبر دی کہ اگر محمدی بیگم کا نکاح کہیں اور ہوا تو اس گھر میں تفرقہ اور مصیبتیں آئیں گی۔ محمدی بیگم کا نکاح ہوا اب دیکھئے تفرقہ اور مصیبتیں کس گھر پر آئیں؟

۱:...... مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے فضل احمد کا گھر برباد ہوا‘ یہاں تفرقہ پڑا‘ اور اس نے باپ کے کہنے پر بیوی کو طلاق دے دی۔

۲:...... مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے بیٹے سلطان احمد اور فضل احمد محروم الارث ہوئے اور انہیں عاق کیا گیا۔

۳:...... مرزا غلام احمد نے فضل احمد اور سلطان احمد دونوں کی والدہ کو طلاق دے دی اور وہ بے گھر ہوگئیں۔

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ تفرقہ کا یہ عذاب محترمہ محمدی بیگم کے گھر آیا یا مرزا غلام احمد قادیانی کا گھرانہ اس عذاب کی لپیٹ میں آیا؟

احمد بیگ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی ان دھمکیوں کی بھی کوئی پروا نہ کی اور اپنی بیٹی کا نکاح ۷/ اپریل ۱۸۹۲ء کو بڑی دھوم دھام سے سلطان محمد سے کردیا‘ ادھر مرزا غلام احمد کے گھر میں ماتم برپا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے قریبی دوست تو بخوبی جانتے تھے کہ مرزا قادیانی نے خدا کے نام پر جتنی باتیں کہی ہیں‘ ان کی کوئی حقیقت نہیں‘ یہ سب مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے نفس کی خباثت ہے‘ جسے وہ خدا کے نام پر پیش کررہا ہے لیکن قادیان کے نادان عوام کو کس طرح سمجھایا جاتا کہ ان کے نبی کی آسمانی منکوحہ کسی اور کے نکاح میں دی جاچکی ہے اور خدا کے فیصلے غالب آچکے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اپنی آسمانی منکوحہ کو سلطان محمد سے چھین سکے اور نہ اس کے کسی مرید میں یہ جرأت تھی کہ وہ اپنے نبی کی آسمانی بیوی کو کسی غیر کی منکوحہ ہونے سے روک سکے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ذلت وحسرت کی تصویر بنا اپنی آسمانی منکوحہ کی رخصتی پر آنسو بہاتا رہا اور دانت پیستا رہا اور اس کے مریدوں کے منہ پر ان کی بے بسی اور شرمندگی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس نازک صورتحال کو دیکھتے ہوئے اعلان کیا کہ اسے خدا نے وحی کی ہے کہ اس بارے میں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے‘ یہ صحیح ہے کہ خدا نے اس کا نکاح آسمان پر تمہارے ساتھ ہی پڑھایا ہے (زوجنٰکہا۔ انجام آتھم ص:۶۰) وہ تمہاری ہی منکوحہ ہے‘ اب اس دنیا میں اگر کوئی اسے اپنی منکوحہ بناچکا ہے تو یہ اس کی عارضی منکوحہ ہوگی۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خدا اسے مرزا غلام احمد قادیانی کی منکوحہ بنائے اور کوئی دوسرا اسے لے اڑے‘ سو وقت آئے گا کہ اس آسمانی منکوحہ کا عارضی شوہر مرے گا اور خدا پھر اسے تمہارے پاس ہی لے آئے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے پوری ڈھٹائی کے ساتھ یہ اعلان کیا اور اشتہاروں پر اشتہار شائع کئے تاکہ اس کی جماعت سے نکلنے والے قادیانی واپس آجائیں اور اسے اپنی آمدنی سے حصہ

برابر دیتے رہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا کے نام سے یہ اعلان کیا:

"خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ
وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کلاں
(محمدی بیگم) کو ہر ایک روک دور کرنے کے
بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے
گا۔" (مجموعہ اشتہارات ص:۱۵۸ ج:۱)

نوٹ: یہ اشتہار ۱۰/جولائی ۱۸۸۸ء کا ہے' اس سے پہلے ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی یہ لکھ چکا تھا:

"آخر وہ عورت اس عاجز کی
بیویوں میں داخل ہوگی۔"
(مجموعہ اشتہارات ص:۱۰۲ ج:۱)

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲/مئی ۱۸۹۱ء کو پھر ایک اشتہار شائع کیا' اس میں لکھا:

"اس عاجز نے بحکم والہام الٰہی یہ
اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی
مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز
کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ
ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا
تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے
آوے۔" (مجموعہ اشتہارات ص:۲۱۹ ج:۱)

قادیانیوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کی بات پر یقین نہیں آرہا تھا' وہ جاننا چاہتے تھے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا واقعی سچ بول رہا ہے؟ ۲۷/ستمبر ۱۸۹۱ء کو مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا کے نام پر یہ اعلان کیا کہ خدا نے کہا ہے کہ:

"تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات
سچ ہے؟ کہہ: ہاں مجھے اپنے رب کی قسم
ہے یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں
آنے سے نہیں روک سکتے' ہم نے خود اس
سے تیرا عقد باندھ دیا ہے' میری باتوں کو
کوئی بدل نہیں سکتا۔" (مجموعہ اشتہارات
ص:۳۰۱ ج:۱)

مرزا غلام احمد قادیانی جہاں یہ دیکھتا کہ اس کے اپنے لوگ اس کی بات پر اعتبار نہیں کر رہے ہیں اور آہستہ آہستہ اس کی جماعت کو چھوڑ رہے ہیں تو وہ فوراً خدا کے نام سے ایک اعلان سنا دیتا۔ ۶/ستمبر ۱۸۹۴ء کو اس نے پھر سے ایک اشتہار شائع کیا اور لکھا:

"خدا اس کو پھر تیری طرف لائے
گا یعنی آخر وہ تیرے نکاح میں آئے گی
اور خدا سب روکیں درمیان سے اٹھا دے
گا' خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔" (ایضاً
ص:۴۳ ج:۲)

"انہی دنوں کسی نے مرزا غلام
احمد قادیانی سے مذاق میں کہہ دیا کہ آپ
کی آسمانی منکوحہ زندہ نہیں رہی' اس لئے
اب تو امید چھوڑ دیجئے۔ مرزا غلام احمد
قادیانی نے کہا کہ مذاق مت کرو' مجھے
معلوم ہے کہ وہ عورت زندہ ہے اور
آخرکار یہ میری ہو کر رہے گی۔ مرزا غلام
احمد قادیانی نے ضلع گورداسپور کی عدالت
میں جو حلفیہ بیان دیا ہے' اس میں بھی اس
کی جھلک پائی جاتی ہے۔ مرزا غلام احمد
قادیانی نے کہا کہ وہ عورت زندہ ہے' وہ
میرے نکاح میں ضرور آئے گی' یہ خدا کی
باتیں ہیں' ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔"
(بیان از منظور الٰہی قادیانی ص:۲۳۵)

جوں جوں محمدی بیگم کی شادی کے دن بڑھتے جارہے تھے مرزا غلام احمد قادیانی کی پریشانی بھی دن بدن بڑھ رہی تھی' اس کے مرید اس سے بدظن ہو رہے تھے' مگر مرزا غلام احمد قادیانی محمدی بیگم کی محبت اور اس کی طلب میں اس قدر دیوانہ ہو گیا تھا کہ اسے کسی بات کا ہوش نہ تھا' جب بھی اس مسئلہ کا تذکرہ ہوتا تو مرزا غلام احمد قادیانی فوراً کہہ دیتا کہ اسے خدا نے بتادیا ہے کہ یہ عورت آخر کار اس کی ہو کر رہے گی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ بیان دیکھئے:

"میں نے بڑی عاجزی کے ساتھ
خدا سے دعا کی تو اس نے مجھے الہام کیا کہ
وہ بیوہ کی جائے گی اور پھر اس کو ہم تیری
طرف لائیں گے اور کوئی اس کو روک نہ
سکے گا۔" (کرامات الصادقین مشمولہ
روحانی خزائن ص:۱۶۲ ج:۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کی مذکورہ تصریحات اور پھر اس کی تشریحات سے یہ بات واضح ہے کہ محترمہ محمدی بیگم کی شادی ہو جانے کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس خاتون کی آبرو کا کوئی خیال نہیں کیا اور سالہا سال تک ایک نامحرم خاتون کی عزت کو اچھالنے کا مشغلہ جاری رکھا۔ آپ ہی بتائیں کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کی اجازت تھی کہ وہ کسی کی منکوحہ کے بارے میں بار بار یہ اشتہار شائع کرے کہ وہ میری بیوی بنے گی' میرے گھر آئے گی' اس کا شوہر مرے گا' وہ میری ہی منکوحہ ہے' کچھ ہی ہو جائے اسے میرے ہی پاس آنا ہے۔ ہر شریف آدمی اس قسم کی باتیں کرنے والے شخص کو بڑا بے شرم آدمی کہتا ہے مگر افسوس کہ قادیانیوں نے اسے خدا کے نبی کا درجہ دے رکھا ہے۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔

☆☆..........☆☆

اعجاز ختم نبوت

عبرتؔ صدیقی

وہ کافر ہے بشر منکر ہے جو ختم نبوت کا
سنہرا باب ہے یہ ''فیصلہ'' تاریخ ملت کا

محمد مصطفیٰؐ فخرِ رسلؑ ختمِ رسالت ہیں
شفیع روز محشر مالک اقلیم عظمت ہیں

بہار گلشن ہستی ضیائے بزمِ فطرت ہیں
شہ کونین محبوب الٰہی جان رحمت ہیں

وہ نور اولین و آخرین فخر دو عالم ہیں
امام دین فطرت نازش اولاد آدم ہیں

انہیں کی ذاتِ اقدس ہے ہر اک آغاز کا حاصل
منور ہے انہیں کے نور سے کونین کی محفل

شہنشاہوں میں یکتا ہیں یہی اک تاج والے ہیں
نبوت ختم ہے ان پر یہی معراج والے ہیں

کوئی بھی دور آئے کم نہ ہوگا منصب عالی
وہ محبوب خدا ہیں ہے یہ ان کا منصب عالی

سلامِ اعزازِ انسانی کے باعظمت پیامی پر
درود اللہ کے محبوب کی ذات گرامی پر

خدائے واحد و قدوس کا اسلام کا شیدا
مسلماں صدق دل سے ہے نبی کے نام کا شیدا

مسلماں کا عمل تاریخ کی واضح حقیقت ہے
لقب قرآن میں مذکور جس کا خیرامت ہے

کوئی طاقت دبا سکتی نہیں جوشِ عقیدت کو
ہوائے کفر چھو سکتی نہیں ''شمع صداقت'' کو

الہ العالمین گونجے وہی پیغام دنیا میں
نظر آئے فقط اسلام ہی اسلام دنیا میں

مسلماں پھر فضائے عالم امکاں پہ چھا جائے
جہاں میں ہر طرف پھر پرچم اسلام لہرائے

کبھی خطرات باطل سے مسلماں ڈر نہیں سکتا
وہ توہین نبیؐ ہرگز گوارا کر نہیں سکتا

نشاطِ دل متاع روح پرور اور کیا ہوگی
''پے مومن'' مسرت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی

مئے حب حبیبِ کبریا کا جام ہے عبرتؔ
مبارک ''فیصلہ'' یہ ''فتح'' کا پیغام ہے عبرتؔ

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

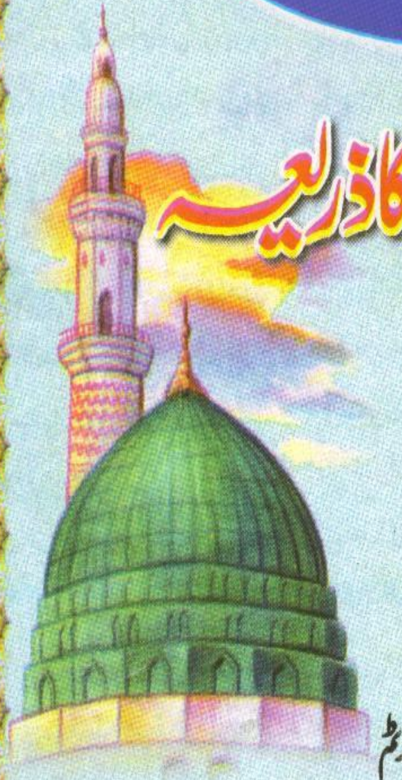

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 514122-583486 فیکس: 542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 7780337 فیکس: 7780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد	سید نفیس الحسینی	(مولانا) عزیز الرحمن
امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	ناظم اعلی